منهج الأنبياء فی الدعوة الی اللہ
فیه الحکمة و العقل

انبیاء کا اُسلوبِ دعوت

تصنیف
الشیخ ربیع ھادی المدخلی
سابق رئیس قسم السنۃ الجامعۃ الإسلامیۃ، بالمدینہ المنورہ

ترجمہ
محمد انور محمد قاسم سلفی
داعیہ لجنۃ القارۃ الہندیۃ، الکویت

نام کتاب : انبیاء کا اُسلوب دعوت

مولف : شیخ ربیع بن ھادی المدخلی

مترجم : محمد انور محمد قاسم

صفحات : ۱۷۰

ناشر : السنہ بکس اینڈ کیسیٹس سینٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مترجم

الحمد للہ رب العالمین ،والصلوۃ والسلام علی رسولہ الأمین ،وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطّاھرین ،ومن اتّبع ھداہ الی یوم الدّین .وبعد

اللہ تعالیٰ نے امّتِ مسلمہ کو دعوتِ توحید کے لئے برپا کیا اور اسی بنا پر انہیں خیرِ امّت کے لقب سے ملقّب فرمایا' ساتھ ہی دعوت الی اللہ کے اُصول متعین کر دیئے' اور ہمارے پیارے رسول جناب محمد ﷺ نے اپنے قول وعمل سے دعوت کے خطوط کی نشان دہی فرمائی اور اس کام کو خیر القرون کے مسلمانوں نے احسن طریقے سے انجام دیا' جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ کل تک جو زندگیاں فسق وفجور میں ڈوبی ہوئی تھیں اس دعوت کی برکت سے وہ صداقت وپاکیزگی کے اس اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے کہ خود صداقت وپاکیزگی کو انکے انتساب سے شرف حاصل ہو گیا۔مختصر سی مدّت میں مسلمان دینی ودنیوی سیادت کے اس مقام پر پہنچے کہ ملّتِ اسلامیہ دنیا کی سب سے بڑی ملّت بن گئی اور مسلمانوں کی حکومت نصف سے زیادہ کرّہءارض پر قائم ہو گئی۔

لیکن جب مسلمانوں نے رسولِ عربی ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات سے منہ موڑ کر'یونانی'ہندی اور عجمی فلسفوں میں دلچسپی لینی شروع کر دی تو ان کا ہر قدم زوال کی طرف اٹھنا شروع ہو گیا۔اس کا سب سے بُرا اثر عقیدہء توحید پر پڑا' کیونکہ مسلم دشمن عناصر یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ عقیدہء توحید اسلامی تعلیمات کی روح ہے'جب تک مسلمانوں سے اس روح کو فنا نہ کر دیا جائے اس وقت تک مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے' اس لئے انہوں نے مسلمانوں میں غیر دینی ملحدانہ' مشرکانہ افکار ونظریات اور عقائد کو اس قدر پروان چڑھایا کہ انہیں افکار ونظریات پر مسلمانوں میں کئی فرقے بن گئے اور ان کی دعوت' دعوت الی اللہ کی بجائے ان خاص افکار اور نظریات کی دعوت بن گئی اور وہ بھی اس اصرار کے ساتھ کہ حقیقی اسلامی دعوت اُنہیں کی ہے۔خود ان جماعتوں کی بھی آپس میں چشمک کا یہ عالم ہے ایک دوسرے پر کُفر کے فتوے لگانے سے بھی نہیں چُوکتے'ان جماعتوں کے اصول ونظریات اور دعوت کے محور ومرکز'اور رسول اکرم احمدِ مجتبیٰ' محمد مصطفیٰ' ﷺ کی دعوت کے محور ومرکز کا تقابل کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ لوگ کسی اور ہی راہ پر گامزن ہیں' شیخ سعدیؒ کی زبانی:

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کہ ایں راہ کہ تو می روی بترکستان است

یہ حقیقت ہے کہ مومن مومن کا آئینہ ہوا کرتا ہے جس طرح آئینہ انسان کے حُسن وقبح کو واضح کرتا ہے اور دیکھنے والا بھی اس کا بُرا نہیں مانتا' اسی طرح لغزشوں اور کوتاہیوں سے آگاہ کرنا بھی ایک دینی فریضہ ہے' جب کہ وہ اخلاص پر مشتمل ہو' اللہ جزائے خیر دے محدّث مدینہ منورہ' شیخِ محترم' ڈاکٹر ربیع بادی المدخلی' حفظہ اللہ وتولاہ' (سابق رئیس قسم السنّة بالجامعة الإسلامية 'بالمدينة النبويّة) کو جنہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھا کر ان حساس دل مسلمانوں پر عظیم احسان فرمایا جو ان جماعتوں کی آپسی چپقلش سے عاجز آکر حیران وسرگردان تھے کہ جائیں تو کدھر جائیں؟ کس کا منہج کتاب وسنت کے مطابق ہے اور کس کا نہیں؟ الحمد للہ شیخ موصوف نے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے منہج کو صاف شفاف اور نکھار کر پیش کر دیا اور جو بات پیش کی اس کے لئے کتاب وسنت سے دلائل کا انبار لگا دیا' اللہ تعالی کی ذات سے امید ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب حق وصداقت کے متلاشیوں کے لئے مشعلِ راہ ہوگی اور ان جماعتوں کے موجودہ سربراہوں کے لئے بھی سُرمہ ءبصیرت ہوگی جو تمام دلائل سے آنکھیں بند کر کے اپنے اکابرین کی باقیات کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں' اگر انہیں اپنے اکابرین کے نظریات وتعلیمات سے زیادہ کتاب وسنت سے محبت ہے۔ لیکن افسوس کہ برّصغیر کی اکثر دینی جماعتوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ جماعت کے جس شکنجے میں کسے ہوئے ہیں یہاں سب کچھ تو ہوسکتا ہے لیکن یہ نہیں ہوسکتا' یہی وہ اخلاقی قدریں ہیں جن کا قحط دینی جماعتوں میں عام ہو رہا ہے:

لقد أسمعت لو ناديت حيّا ولكن لاحيات لمن تنادی

ترجمہ کے تعلق سے عرض ہے کہ متن کا من وعن ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے' کہیں تفہیم سے بھی کام لیا گیا ہے۔ قرآنی آیتوں کے ترجمے میں برّصغیر کے مشہور علماء' مولانا محمد جونا گڈھی' مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ اور مولانا مودودی رحمہم اللہ کے ترجموں کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے' سیرتِ نبوی ﷺ سے متعلق احادیث کے ترجمہ میں' مشہور اسلامی اسکالر' مفکر' محدّث اور سیرت نگار' استاذِ محترم' مولانا صفی الرحمن مبارکپوری حفظہ اللہ ورعاہ کی مشہور عالم کتاب ''الرحیق المختوم'' سے استفادہ کیا گیا ہے' ترجمہ میں قصورِ علم وفہم' علمی بے بضاعتی اور ادب ناآشنائی کے اعتراف کے ساتھ ساتھ فہمِ عبارت میں کوتاہیوں کے امکان کا بھی اقرار ہے' قارئین سے گذارش ہے کہ اس

طرح کی کوتاہیوں سے احقر کو مطلع کر کے مشکور رہوں۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں شکریہ ادا نہ کروں محترم شیخ عبدالخالق محمد صادق مدنی اور برادرِ محترم جناب عبداللہ شاد عبدالجبار حفظہما اللہ کا جنہوں نے اس علمی کام میں میرا ہر ممکن تعاون کیا اور ترجمہ پر نظرِ ثانی کی اور برادرِ عزیز مولانا ظفر اللہ خان جامعی' ندوی' سلّمہٗ اللہ کا جنہوں نے کمپیوٹر سے متعلق ہر معاملے میں میری اعانت فرمائی اور بالخصوص عزیزِ گرامی جناب ساجد عبدالقیوم سلّمہٗ اللہ کا' جن تحریک بلکہ ترکیز پر ہی احقر نے اس کتاب کو اردو کا جامہ پہنایا' اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ مؤلف' مترجم' تمام معاونین اور ناشرین کی اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو لوگوں کے لئے باعثِ ہدایت بنائے۔آمین۔

ربّنا تقبّل منّا إنّک أنت السميع العليم'وتب علينا إنّک أنت التوّاب الرحيم 'وصلّى اللهعلى سيّدنا محمد وعلى آله وأصحابه وسلّم .

محمد انور محمد قاسم السلفی

۲۵/ جمادی الأوّل ۱۴۲۱ھ بروز جمعۃ المبارک' بعد نمازِ عصر

مطابق 25/8/2000

(ص ب:54491 جليب الشيوخ دولة الكويت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

الحمد للہ رب العالمین 'أمرنا باتباع رسوله 'والدعوة الى سبيله 'والصلوة والسلام على نبيّنا محمد وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين . وبعد :

دعوت الی اللہ یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے متبعین کا راستہ ہے' جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے: ﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ (اے محمد ﷺ!) تم ان سے کہہ دو: یہ میرا راستہ ہے' میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں' پوری بصیرت سے' میں بھی اور میرے ساتھی بھی اور اللہ پاک ہے میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

دعوت الی اللہ ہی تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور ان کے متبعین کا لوگوں کو تاریکی سے روشنی' کفر سے ایمان' شرک سے توحید اور دوزخ سے جنت کی طرف لانے کا مشن ہے۔ یہ کام چند اصول پر محیط اور قائم ہے' جب ان میں سے ایک بھی اگر نہ پایا جائے تو دعوت صحیح اور ثمر آور نہیں ہوگی' چاہے اس پر کتنی ہی محنت کی جائے اور کتنا ہی وقت لگایا جائے' جیسا کہ دورِ حاضر کی ان بے شمار دعوتوں اور تحریکوں میں دیکھا جا رہا ہے جو ان اصول پر قائم نہیں ہیں۔ وہ اصول جن پر صحیح دعوت قائم ہوتی ہے کتاب وسنت کی روشنی میں مختصراً یہ ہیں۔

1 **دعوت الی اللہ کا علم:** جس کی جانب دعوت دی جا رہی ہو اس کا علم ہونا ضروری ہے' اسی لئے جاہل داعی بننے کے لائق نہیں ہوتا' کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: ﴿قل هذه سبيلي أدعوا الى الله على بصيرة أنا ومن إتبعني وسبحان الله وما أنا من المشركين﴾ تم کہہ دو یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں' پوری بصیرت سے' میں بھی اور میرے متبعین بھی۔ بصیرت علم ہے' اس لئے مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان گمراہ علماء کا مقابلہ کرے جو اس کے آگے شبہات پیش کر کے حق کو مغلوب کرنے کے لئے باطل کے ذریعے جھگڑتے ہیں۔ فرمانِ باری ہے: ﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ اور ان کے ساتھ اس طریقے سے مناظرہ کیجئے جو اچھا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''إنک تأتی قوما

من أهل الکتاب ''''تم ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہلِ کتاب میں سے ہے''۔اگر داعی علم سے مسلّح نہ ہو جس کے ذریعے وہ ہر شبہ کا مقابلہ اور ہر فریق کے ساتھ مناظرہ کرتا ہے' پھر وہ پہلے ہی معرکہ میں شکست سے دوچار ہو کر شروع راستے میں ہی ڈھیر ہو جائے گا۔

2 **عمل:** داعی جس کی طرف دعوت دے اس پر سب سے پہلے خود عمل کرے تاکہ وہ دوسروں کے لئے اچھا نمونہ بنے اور اس کا عمل اس کی دعوت کی تصدیق کرے' تاکہ باطل پرستوں کے لئے اس پر کوئی دلیل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ حضرت شعیب علیہ السلام کے تعلق سے فرماتا ہے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ﴿وَمَا اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَکُمْ اِلٰی مَا اَنْهَاکُمْ عَنْهُ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَااسْتَطَعْتُ﴾ (اور یہ نہیں ہو سکتا کہ) جن باتوں سے میں تم کو روکتا ہوں انہیں خود کرنے لگوں' میں تو اپنی بساط بھر اصلاح ہی کرنا چاہتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول جناب محمد ﷺ سے فرمارہا ہے: ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ☆ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ کہہ دو! میری نماز اور میری ساری عبادتیں اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اور مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں ماننے والوں میں سب سے پہلا ہوں۔ نیز فرمان باری ہے: ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ اور اس سے بھی اچھی کس کی بات ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک کام کیا۔

3 **اخلاص:** دعوت کا کام صرف اللہ کے لئے کیا جائے' اس کے ذریعے' شہرت' ریاکاری' عُہدے' صدارت اور دنیا کے لالچ میں سے کسی کا ارادہ نہ کیا جائے' کیونکہ ان مقاصد میں سے کوئی ایک مقصد بھی اس میں داخل ہو گیا تو وہ دعوت الی اللہ نہیں' بلکہ وہ نفسانی اور مقصود لالچ کی دعوت ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے متعلق خبر دی ہے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا ﴿لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا﴾ میں اس (دعوت) پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ ﴿لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مَالًا﴾ میں تم سے اس پر کوئی مال نہیں مانگتا۔

4 **اہم اصول سے دعوت شروع کی جائے:** اس طرح کہ سب سے پہلے اصلاحِ عقیدہ اور تمام عبادتوں کو اللہ کے لئے خالص کرنے کی دعوت دی جائے' شرک سے روکا جائے' پھر نماز قائم کرنے' زکوٰۃ دینے اور واجبات

کو بجالانے اور حرام چیزوں کو چھوڑنے کا حکم دیا جائے، یہی تمام پیغمبروں کا طریقہ کار رہا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ﴾ ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور طاغوت سے بچیں۔ نیز ارشادِ باری ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا نُوْحِيَ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ ہم نے جس پیغمبر کو بھی بھیجا مگر اس کی جانب وحی کی کہ، بے شک نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے میرے، اس لئے تم میری عبادت کرو، جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''إنّك تأتي قوماً أهل الكتاب، فليكن أوّل ماتدعوهم إليه شهادة أن لا إله إلّا اللّٰه، فإن أجابوا لذلك فأعلمهم أن اللّٰه إفترض عليهم خمس صلوات في اليوم وَاللَّيلَة.....الحديث. '' تم ایسی قوم کی جانب جارہے ہو جو اہل کتاب سے ہے، تمہیں چاہئے کہ تم انہیں سب سے پہلے اس بات کی گواہی دینے کی دعوت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، اگر انہوں نے تمہاری یہ بات مان لی تو انہیں معلوم کراؤ کہ اللہ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں الحدیث

اور دعوت کے معاملے میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ میں سب سے بہتر نمونہ اور کامل منہج ہے، آپ ﷺ مکہ میں تیرہ سال تک لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے اور شرک سے روکتے رہے، اس سے پہلے کہ آپ انہیں نماز، زکوۃ، روزہ اور حج کا حکم دیں اور انہیں سودخوری، زناکاری، چوری اور ناحق قتل سے روکیں۔

5 دعوت الی اللہ کے راستے میں لاحق ہونے والے مصائب پر صبر: اس لئے دعوت کا میدان گلابوں سے بچھا ہوا نہیں ہے، بلکہ وہ مصائب اور خطرات سے پر ہے، اس معاملے میں سب سے بہترین نمونہ انبیاء علیہم السلام کی ذاتیں ہیں اس راہ میں انہوں نے اپنی قوموں سے سختیاں اور ٹھٹھا مذاق پایا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرمارہا ہے ﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَا كَانُوْا بِهِ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ آپ سے پہلے بہت سے پیغمبروں کا مذاق اڑایا گیا، جن لوگوں نے ان لوگوں کا مذاق اڑایا تھا انہیں اس عذاب نے گھیر لیا جس کا کہ وہ مذاق اڑارہے تھے۔ فرمانِ باری ہے ﴿وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَأُوْذُوْا حَتّٰى أَتَاهُمْ نَصْرُنَا﴾ آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر جھٹلائے گئے،

گئے انہوں نے اپنی اس تکذیب پر صبر کیا اور انہیں تکالیف پہنچائی گئیں یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آئی۔ اور اسی طرح پیغمبروں کے متبعین بھی جس قدر دعوت الی اللہ میں جانفشانی سے کام لیں گے تو انہیں بھی ایسی ہی تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی جیسا کہ ان معزز و محترم انبیاء علیہم السلام کو اٹھانی پڑیں۔

6 **اخلاقِ حسنہ:** داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اچھے اخلاق سے متصف ہو اور اپنی دعوت میں حکمت استعمال کرے کیونکہ یہ اس کی دعوت کو قبول کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دو معزز پیغمبر حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو یہ چیز اس شخص کے مقابلے میں پیش کرنے کا حکم دیا جو روئے زمین کا سب سے بڑا کافر اور اپنی خدائی کا دعویدار تھا۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى﴾ اسے نرمی سے سمجھاؤ شاید کہ وہ سمجھ لے یا ڈر جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ﴿اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ☆فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ تَزَكّٰى ☆وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى﴾ تم فرعون کے پاس جاؤ اس نے سرکشی کر رکھی ہے اور اس سے کہو کہ کیا تو اپنی درستگی اور اصلاح چاہتا ہے؟ اور میں تیرے رب کی طرف تیری رہنمائی کروں تاکہ تیرے اندر اس کا خوف پیدا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محمد ﷺ کے متعلق فرمایا: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ تم ان کے لئے نرم دل واقع ہوئے ہو اگر تم تند خو سخت دل ہوتے تو یہ (صحابہ کرام) تمہارے پاس سے چھٹ گئے ہوتے۔ نیز فرمایا: ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ آپ عظیم اخلاق پر فائز ہیں۔ پھر فرمان الٰہی ہے: ﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت سے بلایئے اور ان سے مناظرہ کیجئے اس ڈھنگ سے جو اچھا ہو۔

7 **قوی امید:** داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ مضبوط امید کا مالک ہو اپنی دعوت کی تاثیر اور اپنی قوم کی ہدایت سے مایوس نہ ہو اور نہ ہی اللہ کی مدد اور اسکی تائید سے آس توڑ لے اگرچہ کہ کتنا ہی لمبا عرصہ لگے اس کے لئے انبیاء علیہم السلام کی زندگیاں بہترین نمونہ ہیں حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک اللہ کی طرف بلاتے رہے اور ہمارے رسول ﷺ پر جب کفار کی سختیاں زیادہ ہو گئیں تو ملک الجبال (پہاڑوں پر متعین فرشتہ) آپ کی خدمت میں آ کر اجازت طلب کرتا ہے کہ وہ ان کفار کو دونوں پہاڑوں کے درمیان کچل دے لیکن

آپ ﷺ نے فرمایا: "لا بل أستأني بهم ،لعلّ الله يخرج من أصلابهم من يعبد الله وحده لا يشرك به شيئاً" نہیں! بلکہ میں ان کے لئے مہلت کا خواستگار ہوں شاید کہ اللہ تعالیٰ ان سے ایسی نسل پیدا کرے جو ایک اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائے گی"۔ جب بھی داعی اس صفت کو گنوا بیٹھے گا وہ شروع راہ میں ہی ٹھہر جائے گا اور اپنے کام میں ناکامی سے دوچار ہوگا۔ اور جو بھی دعوت ان بنیادوں پر استوار نہیں ہوگی یا اس کا منہج پیغمبروں کے منہج سے جدا ہوگا تو وہ عنقریب ناکام ہو جائے گی، کمزور پڑ جائے گی اور اس کی کوششیں بیکار کی تھکاوٹ ہوں گی، اس کی بہترین مثال دور حاضر کی وہ جماعتیں ہیں جنہوں نے اپنی دعوت کے لئے وہ منہج متعین کیا جو انبیاء علیہم السلام کے منہج سے مختلف ہے اور ان میں سے اکثر جماعتوں نے عقیدے کے معاملے میں غفلت برتی، اصول کو چھوڑ کر چند گوشوں کی اصلاح کی دعوت دینی شروع کر دی، ایک جماعت نے سیاست اور حکومت کی اصلاح کی دعوت سے اپنی تحریک کو شروع کیا اور لوگوں پر شریعت کی حکمرانی اور حدود قائم کرنے کا مطالبہ کرنے لگی، یہ ایک اہم زاویہ ہے، لیکن سب سے زیادہ اہم نہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ چور اور زانی پر شرعی احکام کے نفاذ کا مطالبہ، مشرک پر اللہ کے حکم کے نفاذ سے پہلے کیا جائے؟ بکری اور اونٹ کے لئے لڑنے والوں پر اللہ کے فیصلے کا نفاذ، قبروں اور بتوں کی پرستش کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں الحاد کرنے اور اس کی صفات کو معطل کرنے اور اس کے کلمات میں تحریف کرنے والوں سے پہلے کیا جائے؟ کیا یہ لوگ زیادہ مجرم ہیں یا وہ لوگ جو زناکاری، شراب نوشی اور چوری میں ملوث ہیں؟ بے شک یہ جرائم بندوں کے حق میں بُرے ہیں اور شرک اور اللہ کے اسماء وصفات کی نفی، خالق کے حق میں بُری ہے، اور خالق کا حق مخلوق کے حق پر مقدم ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: "یہ گناہ توحید کی صحت کے ساتھ بہتر ہیں، اس سے کہ یہ گناہ نہ ہوں اور توحید میں فساد ہو۔" (الاستقامۃ: ۱/۴۶۶)

ایک جماعت ہے جو دعوت کا کام سرانجام دے رہی ہے، لیکن وہ اس منہج پر چل رہی ہے جو انبیاء علیہم السلام کے منہج سے مختلف ہے، یہ جماعت عقیدہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتی، بس اس نے عبادت کے چند گوشوں کا احاطہ اور صوفی منہج کے مطابق کچھ ذکر و اذکار کی مشق کر لی ہے اور لوگوں کو اپنے ساتھ نکلنے اور سیاحت کرنے کی ترغیب دیتی ہے، ان کے پاس اہمیت اسی کی ہے کہ لوگوں کو اپنے ساتھ باہر نکالا جائے، چاہے انکے عقائد جیسے بھی ہوں، یہ تمام نئے

طریقے ہیں جو وہاں سے شروع ہوتے ہیں جہاں سے پیغمبروں کی دعوت ختم ہوتی ہے' ان کی مثال اس ڈاکٹر کی سی ہے جو ایسے جسم کا علاج کر رہا ہے جس کا سر تن سے جُدا ہو چکا ہے' اس لئے کہ دین میں عقیدے کا مقام جسم میں سر کی طرح ہے' اس جماعت سے یہی مطالبہ ہے کہ وہ دعوت الی اللہ میں پیغمبروں کا منہج جاننے کے لئے کتاب وسنت کی طرف پلٹیں اور اپنی فکر کو صحیح کر لیں۔

حکومت اور اقتدار جو دوسری جماعت کی دعوت کا محور ہے' جس کی جانب ہم نے پہلے اشارہ کیا ہے' اللہ تعالی کے فرمان کے مطابق اس وقت تک حاصل نہیں ہوگا جب تک کہ صرف اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کے علاوہ تمام چیزوں کی عبادت کو چھوڑا جائے۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِيْ اِرْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾ اللہ نے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کئے' ان سے وعدہ کر چکا ہے کہ وہ انہیں زمین پر ضرور خلیفہ بنائے گا' جیسا کہ خلیفہ بنایا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے اور ان کے اس دین کو مضبوطی سے جما دے گا جو وہ ان کے لئے پسند کر چکا ہے اور انکے (موجودہ) خوف کو امن سے بدل دے گا' (تاکہ) وہ میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں' جس نے اسکے بعد انکار کی روش اپنائی' پھر ایسے لوگ ہی فاسق ہیں۔ کیا یہ لوگ ملک کو بت پرست عقائد' مُردوں کی عبادت اور درگاہوں سے تعلق کو (جو لات' عزّیٰ اور منات کی پرستش سے کچھ بھی مختلف نہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہے) پاک کرنے سے پہلے اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں؟ گویا یہ ایک ایسی کوشش ہے جو کبھی بار آور نہیں ہوگی:

ومن طلب العلا من غير كدّ أضاع العمر في طلب المحال

جو مشقتوں کے بغیر بلند درجے حاصل کرنا چاہتا ہے' گویا اس نے اپنی عمر ایک ناممکن کام میں گنوا دیا۔

بے شک شریعت کی حاکمیت' حدود اور اسلامی اسٹیٹ کا قیام' حرام سے اجتناب اور واجبات کی ادائیگی یہ تمام توحید کے حقوق اور اس کی تکمیل اور اسکے تابع ہیں' پھر کیسے تابع کا تو اہتمام کر لیا جائے لیکن اصل کو چھوڑ دیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ ان جماعتوں کے دعوت کے طریقے میں انبیاء علیہم السلام کے منہج کی مخالفت پائی

جارہی ہے وہ اسی لئے اس منہج سے ناواقف ہیں اور جاہل کے لئے یہ موزوں نہیں ہے کہ وہ داعی بنے کیونکہ دعوت کے اہم شروط میں سے ایک شرط علم ہے۔ جیسا کہ فرمانِ باری ہے: ﴿قل هذه سبيلي أدعو إلى الله على بصيرة أنا ومن إتّبعني وسبحان الله وما أنا من المشركين﴾ تم کہہ دو: یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بلا رہا ہوں بصیرت سے میں بھی اور متبعین بھی اور اللہ پاک ہے مشرکین سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ داعی کی قابلیت میں سب سے اہم علم ہے بہت سے وہ لوگ جو دعوت کی طرف منسوب ہیں اگر ان میں سے کسی سے یہ پوچھ لیا جائے کہ اسلام کیا ہے اور وہ کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟ تو وہ صحیح جواب بھی نہیں دے سکیں گے تو پھر ایسے لوگوں کے یہ کیسے جائز ہے کہ وہ داعی بنیں؟

ہم دیکھتے ہیں کہ یہ جماعتیں خود آپس میں ایک دوسرے سے دست بگریباں ہیں کیونکہ ہر جماعت کا پلان اور منہج دوسری جماعت سے مختلف ہے اور یہ رسولِ اکرم ﷺ کے منہج سے ہٹنے کا لازمی نتیجہ ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا منہج ایک ہے اس میں نہ تو کوئی تقسیم ہے اور نہ اختلاف۔ جیسا کہ فرمانِ باری ہے: ﴿قل هذه سبيلي أدعوا إلى الله على بصيرة أنا ومن إتّبعني﴾ آپ کہہ دیں یہ میرا راستہ ہے میں اور میرے متبعین اللہ کی طرف بصیرت سے بُلاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر ﷺ کے متبعین اسی ایک راہ پر گامزن ہیں اس میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ بلکہ اختلاف ان میں ہے جو اس منہج کی مخالفت کرنے والے ہیں جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ یہ میری سیدھی راہ ہے تم اسی کی پیروی کرو دیگر راستوں کی پیروی نہ کرو وہ تمہیں اُس (اللہ) کی راہ سے ہٹا دیں گے۔ یہ آپس میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھنے والی مختلف جماعتیں خود دین کے لئے خطرہ اور جو لوگ اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے رُکاوٹ بنی ہوئی ہیں اس نے یہ ضروری ہو گیا تھا ان کے اختلاف کو واضح کیا جائے اور بتلایا جائے کہ ان کے اس اختلاف کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ فرمانِ تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ﴾ جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور مختلف گروہ ہو گئے آپ (محمد ﷺ) کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے کہ اسلام دین پر جمع ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿اَنْ اَقِيْمُوْا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾ دین قائم کرو اور

آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ نیز ارشاد ہے: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ اللہ کی رسّی کو تمام مل کر مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں پھوٹ کا شکار نہ بنو۔

جب اس حقیقت کو منکشف کرنا لازم اور ضروری ہوگیا تو باغیرت اور محقق علماء کی ایک جماعت کھڑی ہوگئی تا کہ ان جماعتوں کو انکی غلطیوں سے آگاہ کرے اور دعوت الی اللہ میں انکی انبیاء علیہم السلام کے منہج سے مخالفت کو واضح کرے' تا کہ وہ حق کی طرف پلٹیں' اس لئے کہ حق مومن کا گم شدہ مال ہے' تا کہ ان جماعتوں سے وہ شخص دھوکہ نہ کھائے جو انکی غلطیوں سے آگاہ نہیں ہے' جن علماء نے اللہ کے رسول ﷺ کے اس قول پر عمل کرتے ہوئے:...''الدّين النصيحة 'الدّين النصيحة 'الدّين النصيحة ''قلنا :لمن يا رسول الله؟قال :''لله'ولكتابه' ولرسوله 'ولأئمّة المسلمين 'وعامّتهم '''' دین خیر خواہی کا نام ہے' دین خیر خواہی کا نام ہے' دین خیر خواہی کا نام ہے'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کس کی خیر خواہی؟ آپ نے فرمایا ''اللہ کی' اس کی کتاب کی' اس کے رسول کی' مسلمانوں کے سربراہوں کی اور عام مسلمانوں کی''۔..... اس عظیم مہم کو سرانجام دیا' ان جماعتوں کی حقیقت کو کھول کھول کر بیان کیا اور امت کی خیر خواہی کی' انہیں میں سے ایک' فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر ربیع بن ھادی المدخلی ہیں جنھوں نے زیر نظر کتاب کو ''منهج الأنبياء في الدّعوة إلى الله'فيه الحكمة و العقل '' کے نام سے لکھا۔ دعوت الی اللہ میں پیغمبروں کا اُسلوب وہی ہے جو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت میں ہے' آپ نے اس کتاب میں انبیاء علیہم السلام کے منہج کا ' مخالف جماعتوں کے منہج سے مقابلہ کیا ہے' تا کہ ان جماعتوں کے پیغمبروں کے مخالف منہج کا فرق واضح ہوجائے' اور ان مناہج کا کتاب وسنت کے شواہد اور مثالوں سے منصفانہ علمی مؤاخذہ کیا ہے۔ الحمدللہ! آپ کی کتاب مقصد کو پورا کرنے والی' حق کے طلب گار کے لئے کافی اور ہر متعصب ومتکبر پر حجت اور دلیل ہے۔ میں اللہ تعالی سے دُعا گو ہوں کہ وہ انہیں اس عمل پر اجر عطا کرے اور اس کتاب کے ذریعے لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور اللہ کی بے شمار رحمتیں اور سلام نازل ہوں ہمارے نبی محمد پر اور آپکی آل اور آپ کے اصحاب پر۔

(فضیلۃ الشیخ) صالح بن فوزان

الأستاذ بجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية

مصنف ایک نظر میں

نام ونسب: دکتور ربیع بن ہادی بن عمیر المدخلی القحطانی۔ آپ کا قبیلہ ''المداخلة'' سعودی عرب کے جنوبی علاقے میں واقع مشہور قبائل میں سے ایک ہے، جس کا تعلق قبیلہء قحطان کی مشہور شاخ ''بنی شبیل'' سے ہے یعنی شبیل بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔

ولادت: آپ ۱۳۵۲ھ کو سرزمین سعودی عرب میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: حصولِ علم کا آغاز اپنے قریہ کے حلقہء تعلیم سے کیا، آٹھ برس کی عمر میں شہر ''صامطة'' میں شیخ قرعاوی رحمہ اللہ کے گھر میں واقع مدرسہء سلفیہ میں داخلہ لیا، جہاں سے قرآن کریم، تجوید اور عقیدہ توحید کا علم حاصل کیا اور فن خطّاطی میں مہارت حاصل کی، بعد ازاں اسی شہر کے ''المعهد العلمی'' سے تعلیم حاصل کیا، جہاں آپ نے چھوٹی سی عمر میں ہی مختلف اساتذہء فن اور مشائخ سے عربی ادب، علم بلاغت، علم عروض، عقیدہ کی کتابیں، بلوغ المرام، نزهة النظر اور فقہ کی کتاب زاد المستفقع وغیرہ پڑھ لی تھیں، پھر عالمِ اسلام کی معروف یونیورسٹی ''الجامعة الإسلامية بمدينة المنورة'' میں کلية الشريعة سے لیسانس (B.A) کیا اور یہیں سے ایم اے کرنے کے بعد آپ نے ''جامعة أمّ القرى'' مكة المكرمة سے ''دکتوراہ'' (Phd) کی ڈگری حاصل کی، بعد ازاں مدینہ یونیورسٹی کے کلية الحديث میں پروفیسر مقرر ہوئے، جہاں آپ کو دراسات العليا کی قسم السنة کی صدارت، بعد ازاں استاذ کرسی کے اعزازات سے نوازا گیا۔

اساتذہ وشیوخ: آپ کے اساتذہ کرام کی فہرست تو بہت طویل ہے، لیکن بالاختصار مدینہ یونیورسٹی میں آپ کے چند مشائخِ کرام واساتذہء عظام کے نام یہ ہیں۔

۱۔مفتیء عالمِ اسلام 'شیخ الإسلام علّامه عبد العزیز بن عبد اللّٰهبن باز 'رحمه الله.
۲. العلّامة االکبیر والمحدّث الجلیل 'الشیخ ناصرالدین الألبانی 'رحمه الله.
۳. العلّامة 'الشیخ حافظ بن أحمد الحکمی 'رحمه الله.
۴. الشیخ 'العلّامة أحمد بن یحیی النجمی 'حفظه الله.
۵. الشیخ 'المحدّث 'العلّامة عبد المحسن بن حمد بن العباد ' حفظه الله .
۶. حضرة العلّام 'شیخ الحدیث حافظ محمد گوندلوی 'رحمه الله .
۷. فضیلة الشیخ 'حضرت مولانا عبد الغفار حسن 'حفظه الله'وغیرهم .

تلامذہ: شیخ محترم کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے' جنہوں نے آپ سے مختلف اوقات میں کسبِ فیض کیا' شیخ ابن بازؒ کے حکم پر ہندوستان میں جامعہ سلفیہ بنارس میں آپ نے تقریباً دوسال (غالبًا ۱۹۷۲/۱۹۷۳) تدریس کے فرائض انجام دیا' ہندوپاک میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی جانب سے مختلف اوقات میں منعقد ہونے والے دوراتِ تدریبیہ میں حصّہ لینے والے ہزاروں برّصغیر کے طلبہ نے آپ سے خوشہ چینی کی (۱۹۹۰میں' جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں میں منعقد ہونے والے دورہء تدریبیہ میں' مترجم کوبھی اللہ تعالی نے شیخِ محترم سے کسبِ فیض کامختصر موقعہ عطا فرمایا' جب کہ احقر جامعہ مذکورہ میں تدریس کے فرائض انجام دے رہا تھا) یوں تو ہروقت آپ کی رہائش گاہ پر تشنگانِ علوم نبوت کی بھیڑ لگی رہتی ہے' محترم شیخ کو اللہ تعالی نے اسلاف کے وقار' تواضع' زُھد وتقوی' طلبہ سے محبت اور جُود وکرم سے حظ وافر عطا کیا ہے ،عصرِ حاضر اور ماضی قریب کے معروف علماء مثلاً شیخ ابن بازؒ' علامہ البانیؒ ' شیخ صالح العثیمن اور شیخ صالح الفوزان نے آپ کی خدمات کو سراہا اور آپ کی تالیفات سے استفادہ کرنے کی تلقین کی ہے۔

تالیفات: شیخ محترم نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں' ذیل میں آپ کی چند مشہور مؤلفات کا ذکر کیا جارہا ہے۔

۱. بین الإمامین مسلم والدّار قطنی . یہ کتاب علومِ حدیث سے متعلق ہے .

۲۔منهج الأنبياء فى الدعوة الى الله فيه الحكمة والعقل .

۳۔منهج أهل السنّة والجماعة فى نقد الرجال والكتب والطوائف .

۵۔أهل الحديث هم الطائفة المنصورة والفرقة الناجية .

۶۔تقسيم الحديث إلى صحيح وحسن وضعيف بين واقع المحدّثين ومغالطات المتعصّبين .

۷۔منهج الإمام مسلم فى ترتيب صحيحه .

۸۔التعصّب الذميم وآثاره .

نیز حضرۃ الشیخ نے درجِ ذیل کتابوں کی تحقیق بھی کی ہے۔

۱۔النكت لإبن حجر على إبن صلاح . یہ کتاب علوم حدیث سے متعلق ہے۔

۲۔التوسّل والوسيلة 'لشيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله.

۳۔المدخل إلى الصحيح للحاكم أبي عبد الله.

مذکورہ کتابوں کے علاوہ آپ کے اور کئی اصلاحی رسائل اور مضامین ہیں؛ جس میں آپ نے کتاب وسنت کی اہمیت اور عقیدہء سلف کی ضرورت پر زور دیا ہے اور سینکڑوں کی تعداد میں علمی محاضرات کی کیسٹیں بھی موجود ہیں؛ جس سے اہلِ علم فائدہ اُٹھاتے اور عوام رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

متّعنا الله بطول حياته ونفع به الإسلام والمسلمين . آمين يا ربّ العالمين .

شیخ عبد الخالق مدنی

الكويت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدّمہ از مصنّف

انّ الحمد للّٰہ نحمدہ ' ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیّأت أعمالنا ' من یھدہ اللّٰہ فلا مضلّ لہ ' ومن یضلل فلا ھادی لہ ' وأشھد ان لا إلٰہ إلاّ اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ ' وأشھد انّ محمدا عبدہ ورسولہ ' أرسلہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلّہ ولو کرہ الکافرون .وبعد .

اس موضوع پر قلم اُٹھانے کے لئے مجھے چند وجوہات کی بنا پر مجبور ہونا پڑا' جن میں سے اہم یہ ہیں۔

(۱) امّت اسلامیہ عقائد اور دیگر امور شرعیہ میں کئی زاویوں میں منقسم ہوچکی ہے' اس کے راستے الگ ہوگئے ہیں' نزاعی معاملات میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو حکم نہ بنانے کی وجہ سے اسکی صفوں میں انتشار پڑ گیا' آپس میں اختلافات کی آگ بھڑک اٹھی' پھر اسلام دشمن طاقتیں انکے . نوں اور ملکوں پر غالب آگئیں جنہوں نے انکی عزتوں کو پامال کیا انہیں غلام بنایا اور ذلیل کیا' اللہ جانے یہ سلسلہ اور کہاں تک دراز ہوگا۔

(۲) مسلمانوں کی اصلاح اور انہیں ذلّت اور ادبار سے نکالنے کے لئے اسلامی میدان میں کچھ قائدین نئی فکر اور نئے راستوں سے داخل ہوئے' جن میں چند سیاسی قائدین ہیں اور چند فکری اور روحانی' ان تمام نکتہائے نظر اور مکاتب فکر کے پیش کرنے والوں نے یہ دعوی کیا کہ انہیں کی پیش کردہ فکر ''اسلامی منہج'' ہے جس کی اتباع واجب ہے' اس فکر کے علاوہ اور کوئی فکر امت کو اسکے زوال سے نہیں نکال سکتی۔

ان دونوں اسباب کے علاوہ اور کئی محرّکات نے مجھے یہ عظیم اور اہم فریضہ ادا کرنے پر ابھارا کہ میں ''دعوت الی اللہ کا پیغمبرانہ اُسلوب'' کتاب و سنّت کی روشنی میں واضح کروں اور اُس منہج کی خوبیاں بیان کروں جو اپنے آپ میں یکتا ومنفرد ہے اور صرف اسی کی اتباع پر زور دوں کیونکہ اللہ تبارک وتعالی

تک پہنچنے اور اس کی رضا حاصل کرنے کا یہی ایک تنہا راستہ ہے اور یہی اُمتِ مسلمہ کو زوال سے نکال کر دنیا کی سیادت اور آخرت کی سعادت تک پہنچانے کا واحد راستہ ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ خالق، باری، علیم وحکیم ہے اس نے اس عظیم کائنات کو بیکار یا کھلواڑ کے طور پر نہیں بلکہ ایک عظیم کام اور نیک مقصد کے لئے پیدا کیا ہے، پھر اپنے لامحدود علم سے اسکی تدبیر کی اور بلیغ حکمت سے اُسے منظم کیا۔ فرمانِ الٰہی ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ☆ وَمَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ (الدُّخان: ۳۸/ ۳۹)

ترجمہ: ہم نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو کھیل کے طور پر نہیں پیدا کیا، بلکہ ہم نے انہیں برحق پیدا کیا ہے لیکن اُن میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو پیدا کر کے اُس عظیم حکمت اور بڑے مقصد کی نشان دہی کی جس کے لئے انہیں پیدا کیا گیا ہے، فرمانِ تعالیٰ ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ☆ وَمَا اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ﴾ (الذاریات: ۵۶/ ۵۷)

ترجمہ: میں نے جن اور انس کو محض اس لئے پیدا کیا کہ وہ صرف میری ہی عبادت کریں، نہ میں اُن سے کوئی رزق چاہتا ہوں اور نہ میری یہ چاہت ہے کہ وہ مجھے کھلائیں۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ☆ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ ﴾ (المؤمنون: ۱۱۵/ ۱۱۶)

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں یونہی فضول پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے؟ پس بلند و بالا ہے اللہ جو حقیقی بادشاہ ہے، کوئی معبودِ برحق نہیں سوائے اُس کے، وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ نیز فرمانِ الٰہی ہے: ﴿اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًى﴾ (القیامۃ: ۳۶)

ترجمہ: کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے اُسے بیکار چھوڑ دیا جائے گا۔ (یعنی اُسے کوئی حکم نہیں دیا جائے گا اور

کسی چیز سے روکا نہیں جائے گا) پھر ارشاد ہوتا ہے: ﴿ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ☆ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ﴾ (الملک:۱/۲) ترجمہ: نہایت بابرکت ہے وہ جس کے ہاتھ میں (کائنات کی) بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے، جس نے موت اور حیات کو ایجاد کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں عمل کے اعتبار سے کون اچھا ہے؟ اور وہ زبردست بھی ہے اور بخشنے والا بھی۔

اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اس نے انسانوں کو یہ آزمانے کے لئے پیدا کیا ہے کہ کون اس کے منہج کے تابع رہ کر اور انبیاء علیہم السلام کی اتباع کر کے اچھے اعمال کرتا ہے؟۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ☆ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ (البقرة:۲۱/۲۲)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ، وہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بنایا اور آسمان کا چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے (مختلف قسم کے) پھل تمہارے لئے بطورِ رزق نکالے، پھر تم جانتے بوجھتے اللہ کے مدّ مقابل نہ بناؤ۔

پھر انہیں حکم دیا کہ وہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے کمر کس لیں جس کے لئے انہیں پیدا کیا گیا ہے اور انہیں بتلایا کہ اس نے ان کے لئے وہ تمام اسباب وافر مقدار میں مہیّا کئے ہیں جو ان کے لئے اس عظیم مقصد کے قیام میں معین ومددگار ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس مقصد سے ہٹنے اور ان عظیم نعمتوں کی ناقدری سے یہ کہہ کر ڈرایا کہ ''یہ سب جانتے بوجھتے تم اللہ کے مدمقابل نہ بناؤ''۔ پھر ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴾ (الإسراء:۷۰)

ترجمہ: ہم نے اولادِ آدم کو عزّت بخشی اور انہیں خشکی اور سمندر میں سواریاں عطا کیں اور انہیں پاکیزہ

چیزوں سے رزق دیا اور انہیں اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فضیلت بخشی۔
انسان کو اس اکرام سے نوازے جانے اور اُسے اس بلند مقام پر فائز کرنے کا مقصد وہی ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا یعنی صرف اکیلے اللہ کی عبادت' اس کی تعظیم اور تمام نقائص اور شریکوں سے اسکی تنزیہ ہے' اللہ تعالیٰ ان تمام (عیوب' نقائص اور شریکوں) سے بہت بلند ہے۔
جب اللہ تعالیٰ نے انسان کے درجے کو اس قدر بلند کیا کہ ساری کائنات کو اسی کی راحت اور خدمت کے لئے لگا دیا' اب اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مقررہ کام کو انجام دے اور اپنے اس مقصد کو پایہء تکمیل تک پہنچانے کے لئے اُٹھ کھڑا ہو جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔ فرمانِ باری ہے:
﴿قُلْ لِعِبَادِیَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلاَةَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلاَنِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خِلاَلٌ ☆ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهَارَ ☆ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ ☆ وَاٰتَاكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ﴾ (ابراھیم:۳۱/۳۴)
(اے محمد ﷺ) آپ میرے ان بندوں سے کہیں جو ایمان لائے ہیں کہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے رہیں' اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی اور نہ ہی دوستی (کام آئے گی)۔ اللہ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا' آسمان سے پانی برسایا پھر تمہاری روزی کے لئے اس کے ذریعے پھل نکالے اور کشتی کو تمہارے لئے مسخر کردیا تاکہ وہ سمندر میں اس کے حکم سے چلے پھرے اور دریاؤں کو تمہارے لئے مسخر کردیا اور تمہارے لئے سورج اور چاند کو لگا دیا جو برابر چل ہی رہے ہیں اور رات دن کو بھی تمہارے کام میں لگا رکھا ہے اور تمہیں تمہاری منہ مانگی کُل چیزوں میں سے دے رکھا ہے' اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو انہیں پورے گن بھی نہیں سکتے' یقیناً انسان بڑا ظالم اور ناشکرا ہے۔

(شیخ) ربیع ھادی عمیر المدخلی (المدینۃ المنورۃ)

عقل وفطرت کی بخشش

اللہ تعالی نے انسان کو عقل جیسی عظیم نعمت عطا کر کے اسے تمام مخلوقات میں سرفراز فرمایا' اسی نعمت کی وجہ سے وہ اللہ کے فرامین پر عمل کرنے کا مکلّف بنا اور شریعت کے فہم و ادراک کا اہل قرار پایا' ساتھ ہی اللہ تعالی نے اس کو فطرتِ سلیمہ سے نوازا جسکی رہنمائی دینِ حق اور وحیء مبارک کے ذریعے انبیاء علیہم الصلوۃ والسّلام مسلسل کرتے چلے آئے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۔ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۔ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۔ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (الروم : ۳۰)

ترجمہ: پس آپ یکسُو ہوکر اپنے چہرے کو دین کی طرف کر دیں' اللہ کی فطرت وہ ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا' اللہ کی بناوٹ بدل نہیں سکتی' یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"ما من مولود الاّ يولد على الفطرة فابواه يهوّدانه او ينصّرانه أو يمجّسانه كما تنتج البهيمة بهيمة جمعاء فهل تحسّون فيها من جدعاء ؟" ثم يقول ابو هريرة رضى الله عنه فطرة الله اللتى فطر النّاس عليها ...... الآية .

(بخاری: کتاب الجنائز حدیث نمبر ۱۳۵۸'۱۳۵۹'۱۳۸۵۔ کتاب التفسیر ۴۷۷۵۔مسلم: کتاب القدر ۲۳'۲۲۔ أبوداؤد: کتاب السنّة ۴۷۱۴۔ مسند أحمد : ج۲/۳۱۵' ۳۴۶'۳۹۳' ۲۳۳'۲۷۵۔ مؤطا امام مالک: ج۱/۲۴۲)۔

ترجمہ: ہر پیدا ہونے والا فطرت (فطرت سے مراد تمام سلف صالحین اور اہلِ علم کے نزدیک اسلام ہے) پر پیدا ہوتا ہے لیکن اسکے ماں باپ اُسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں' جیسے کہ جانور اپنی ماں کے

پیٹ سے صحیح سالم پیدا ہوتا ہے کیا تم اس میں کسی کو کان یا ناک کٹا پاتے ہو؟ پھر حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فطرۃ الله اللتی فطر النّاس علیها............الآیۃ کی تلاوت فرمائی۔

حضرت عیاض بن حمار المجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

" إنّ ربّی أمرنی أن أعلّمکم ما جهلتم ، ممّا علّمنی فی یومی هذا : کلّ مال نحلته عبادی حلال ، وإنی خلقت عبادی حنفاء کلّهم وانّهم أتتهم الشّیاطین فاجتالتهم عن دینهم ، وحرّمت علیهم ما أحللت لهم ، وأمرتهم أن یشرکوا بی ما لم أنزّل به سلطانا " . (مسلم : ۲۱۹۷/۴ . کتاب الجنة باب الصفات اللتی یعرف بها اهل الجنة واهل النار فی الدّنیا ، حدیث نمبر ۶۳)

ترجمہ: میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ باتیں سکھاؤں جن سے تم بے خبر ہو میرے رب نے آج مجھے یہ بتلایا ہے: ''ہر وہ مال جو میں نے اپنے بندوں کو عطا کیا ہے حلال ہے میں نے میرے تمام بندوں کو حنفاء (مسلمان) بنا کر پیدا کیا ہے لیکن شیاطین نے انہیں دین سے دور کر دیا ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے حلال کی تھیں اور انہیں حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شریک کریں جس کے متعلق میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری''۔

انسان کی عزّت افزائی پیغمبروں اور آسمانی کتابوں سے

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کوفطرت اور عقل کے ہی سپرد نہیں کیا بلکہ انکے پاس خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے پیغمبروں کو بھی بھیجتا رہا' ان پر کتابیں نازل کیں تاکہ اختلاف کی صورت میں لوگ ان کی طرف رجوع کریں' ان کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہے بلکہ ان پر حُجّت قائم ہو' انبیاء علیہم السلام کو روانہ کرنے کے بعد اللہ پر کوئی حجّت نہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام امّتوں کو مکلّف کیا کہ وہ ان چُنے ہوئے بندوں کی اطاعت کریں' انکے نقشِ قدم پر چلیں اور ان کے احکام کے آگے سرِ اطاعت خم کریں' جنھوں نے ان پیغمبروں کو جھٹلایا اور ان سے ٹکرائے' دنیا میں ان پر سخت عذاب نازل کیا اور آخرت کا کبھی نہ ختم ہونے والا عذاب اس کے علاوہ ہے۔

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے وہ کیا پیغامات ہیں جسے انہوں نے اپنی قوم کے سامنے پیش کیا؟ وہ پیغامات ہر بھلائی پر محیط اور ہر برائی سے دور رکھنے والے تھے' انہوں نے انسانیت کو وہ سب کچھ عطا کیا جس میں ان کی دنیوی اور اخروی بھلائی ہے' کوئی نیکی ایسی نہیں جسے انہوں نے نہ بتلایا ہو اور کوئی برائی ایسی نہیں جس سے انہوں نے انسانوں کو نہ ڈرایا ہو

وعن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهما ' قال : كنّا في سفر ' فنزلنا منزلا ، فمنّا من يصلح خبائه ' ومنّا من ينتضل' ومنّا من هو في جشره ' إذ نادى منادى رسول الله ﷺ فقال ! " إنه لم يكن نبى قبلى إلاّ كان حقّا عليه ان يدلّ اُمّته على ما يعلمه وينذرهم شرّ ما يعلمه لهم ' وانّ امّتكم هذه جعل عافيتها فى اوّلها وسيصيب اٰخرها بلاء وأمور تنكرونها ' وتجىء فتن فيرقق بعضها بعضا ' وتجىء الفتنة فيقول المؤمن ! "هذه مهلكتى " ثمّ تنكشف ' وتجىء الفتنة ' فيقول المؤمن ! "هذه هذه "

فمن أحبّ أن يزحزح عن النار ويدخل الجنّة فلتأته منيّته وهو يؤمن بالله واليوم الآخر ' وليأت إلى النّاس الّذى يحبّ أن يوتى إليه ' ومن بايع إماماًفأعطاه صفقة يده وثمرة قلبه ' فليطعه إن استطاع ' فإن جاء آخر ينازعه فاضربوا عنق الآخر "۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں! ہم نے ایک سفر میں پڑاؤ ڈالا ہم میں سے کوئی اپنا خیمہ درست کرنے لگا' کوئی تیراندازی کرنے لگا اور کوئی اپنے جانور چرانے لگا' اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے منادی نے آواز لگائی'' الصّلاة جامعة ''ہم جمع ہوئے تو آپ ﷺ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا!''مجھ سے پہلے جو بھی پیغمبر گذرے ہیں ان پر فرض تھا کہ وہ اپنی امت کو ہر وہ نیکی بتلائیں جو وہ جانتے ہیں اور ہر اُس برائی سے ڈرائیں جو وہ ان کے لئے جانتے ہیں' اس امت کی بھلائی اللہ تعالیٰ نے انکے پہلے لوگوں میں رکھی ہے' بعد کے لوگوں پر مصائب آئیں گے اور ایسے معاملات جو تم کو بُرے لگیں گے اور ایسے فتنے درپیش آئیں گے جن میں سے ہر گذرا ہوا فتنہ آنے والے فتنہ کے آگے ہیچ ہوگا' کوئی فتنہ اُٹھے گا تو مومن کہے گا!''یہ تو میری تباہی ہے''دوسرا آئے گا تو مومن کہے گا!''یہی ہے یہی ہے'' جو دوزخ سے بچنا اور جنّت میں جانا چاہتا ہے اس کی موت اس حالت میں آئے کہ وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہ سلوک کرے جیسے وہ خود اپنے لئے چاہتا ہو اور جس نے کسی امام کے ہاتھ پر بیعت کرکے اُسے اپنا عہد و پیمان اور دل کا پھل دیا ہو جہاں تک ہو سکے اس کی اطاعت کرے' اگر کوئی دوسرا اس کے خلاف خروج کرے تو دوسرے کی گردن ماردو''۔

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السّلام کی دعوت ہر بھلائی پر مشتمل ہے اور ہر بُرائی سے ڈرانے والی ہے' لیکن اس دعوت کا آغاز کہاں سے ہوتا ہے اور اختتام کہاں پر؟ اور اس دعوت کے کونسے ایسے اصول وقواعد ہیں جن پر یہ دعوت مرکوز ہے؟

لوگوں تک دعوت الی اللہ پہنچانے کے لئے انبیاء علیہم السّلام کا نکتہء آغاز ان اصول وقواعد سے تھا۔

1) توحید 2) رسالت 3) آخرت۔یہی تین اصول ان کی دعوت کا خلاصہ اور بنیاد ہیں' قرآن مجید نے انہی تین اصول کا سخت اہتمام کیا ہے اور انہیں وضاحت سے بیان کیا ہے یہی وہ مدار ہے جس پر سارا

قرآن گردش کر رہا ہے اوران ہی کے اثبات کے لئے عقلی وحسّی دلائل دئے گئے ہیں' تمام سورتیں' اکثر واقعات اور مثالیں انہیں کے اثبات کے لئے ہیں' قرآن کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص جو عقل وفہم اور حُسنِ تدبّر کی دولت سے مالا مال ہو اس کو محسوس کرسکتا ہے' صرف قرآن ہی نہیں بلکہ یہی کیفیت تمام آسمانی کتابوں اور شریعتوں کی ہے۔

ان تینوں اصول میں سب سے اہم اور عظیم اللہ تعالی کی توحید ہے' جس پر قرآن مجید کی اکثر سورتیں مشتمل ہیں بلکہ اس کی تین مشہور قسموں (ربوبیت' اُلوہیت' اسماء وصفات) پر قرآن مجید کی ہر سورت مشتمل ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہر سورہ توحید' اس کے حقوق' اس کی جزا اور شرک ومشرکین کے عذاب پر مشتمل ہے' اس طرح قرآن مجید میں ....

1۔اگر اللہ کے اسماء وصفات کی خبر ہے تو یہ توحید علمی وخبری ہے۔(جس کا علم اور خبر رکھنا ہر انسان کے لئے ضروری ہے)

2۔اگر صرف اللہ ہی کی عبادت اور اس کے علاوہ تمام معبودانِ باطل کو چھوڑ دینے کا مطالبہ ہے تو وہ توحیدِ ارادی ہے جو بندوں سے مطلوب ہے۔

3۔اگر اوامر' نواہی اور اللہ کی اطاعت کو لازم پکڑنے کے احکام ہیں تو یہ توحید کے حقوق اور اس کی تکمیل ہیں۔

4۔اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں اہلِ توحید کی دنیا اور آخرت میں عزّت افزائی کے تعلق سے جو کچھ ذکر کیا ہے وہ توحید کا صلہ ہے۔

5۔مشرکین کی دنیوی سزا اور آخرت کے عذابِ شدید کے متعلق جو کچھ بتلایا گیا ہے وہ توحید کے احکام نہ ماننے کی سزا ہے۔

غرض یہ کہ سارا قرآن توحید کے ذکر سے بھرپور ہے۔

توحیدِ اُلوہیت کی اہمیت

توحیدِ اُلوہیت اور اس کی اہمیت کو میں دو اسباب کی وجہ سے ذکر کروں گا:

1۔اس حیثیت سے کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا اہم ترین سرمایہ ہے' یہی وہ رزم گاہ ہے جس میں ہر قوم کے پیغمبر اور ان کے معاندین اور متکبرین باہم برسرِ پیکار رہے اور یہی موضوع قیامت کی صبح تک اہلِ حق اور اہلِ باطل کے درمیان معرکہ کا باعث بنا رہے گا اور اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کے وارثین کی قدر و منزلت بلند کرتا رہے گا۔

2۔اس حیثیت سے کہ دنیا کے جاہل مسلمانوں کے متعلق اس توحید سے انحراف کا سخت خطرہ لاحق ہے' صرف جاہل ہی نہیں بلکہ وہ لوگ جو ثقہ سمجھے جاتے ہیں اور علم کے دعویدار ہیں ان کے متعلق بھی یہی خدشہ ہے۔

ہم پہلے انبیاء علیہم السلام کی عام دعوت پیش کرتے ہیں پھر چند پیغمبروں کی خاص صفات کی حامل دعوت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ارشادِ باری ہے:

﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَی اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَيْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُکَذِّبِيْنَ﴾ (النحل:۳۶)

ترجمہ: ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (ہر وہ چیز جو اللہ کے سوا پوجی جائے) سے بچو پھر بعض لوگوں کو تو اللہ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی مسلّط ہو گئی' تم زمین پر گھوم پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا؟

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ (الانبیاء:۲۵)

ترجمہ: ہم نے آپ سے پہلے جس رسول کو بھیجا اس کی طرف وحی کی کہ بے شک نہیں ہے کوئی معبودِ برحق سوائے میرے، پس تم میری ہی عبادت کرو۔

اللہ تعالیٰ کئی انبیاء علیہم السّلام کے واقعات ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ﴾ (الانبیاء:۹۲) یہ تمہاری اُمت ہے جو حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا رب ہوں پس تم میری ہی عبادت کرو۔ نیز فرمانِ باری ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ☆وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ﴾ (المؤمنون:۵۱/۵۲) ترجمہ: اے پیغمبرو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، تم جو کچھ کر رہے ہو میں اُسے اچھی طرح جانتا ہوں اور یہ تمہاری امّت ایک ہی اُمّت ہے اور میں تمہارا رب ہوں اس لئے تم مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

امام ابنِ کثیرؒ فرماتے ہیں: مجاھدؒ، سعید بن جُبیرؒ، قتادہؒ اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلمؒ اس آیت ﴿ وانّ هده امّتكم امّة واحدة﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں ''دینكم واحد ''یعنی تمہارا دین ایک ہی ہے۔(تفسیر ابن کثیر:۳۶۵/۵)

ان دونوں آیتوں کی تشریح حدیث میں یوں ہے، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:" **انا اولى النّاس بعيسى بن مريم فى الدّنيا والآخرة ، الأنبياء إخوة لعلاّت، امّهاتهم شتّى ودينهم واحد**" (اخرجه البخارى فى التّاريخ الكبير ۵/ ۴۴۷ .مسند احمد: ۵/ ۱۷۸، ۱۷۹ .طبرانى: ۸ / ۲۵۸ .المورد لابن حبّان حديث ۲۰۵۸) ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اسکی سند مسلمؒ کی شرط پر ہے۔

ترجمہ: میں دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے قریب ہوں، تمام انبیاء علیہم السّلام علاّتی بھائی (جن کا باپ ایک ہو اور مائیں مختلف) ہیں، ان کی مائیں (شریعتیں) مختلف ہیں لیکن دین ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ اولوالعزم پیغمبروں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى وَعِیْسٰۤى اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ ؕ اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ

اِلَيْهِ مَن يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ اِلَيْهِ مَن يُّنِيْبُ ﴾ (شوری:۱۳)
اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جسے قائم کرنے کا اس نے نوح کو حکم دیا اور جو ہم نے بذریعہ وحی آپ کی طرف بھیجا ہے اور جس کی تاکید ہم نے ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ کو کی تھی کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا' مشرکین کو جس چیز کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں وہ گراں گذر رہی ہے' اللہ جسے چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بناتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اس کی رہنمائی کرتا ہے۔

یہ تمام پیغمبروں بشمول اولوالعزم من الرسل علیہم الصلوۃ والسلام کی دعوت کا خلاصہ ہے جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تک پہنچتی ہے (التاریخ الکبیر للبخاریؒ: ۵/ ۴۴۷۔ مسند احمد ۵/ ۱۷۹،۱۷۸)

تمام پیغمبر اپنی دعوت میں ایک ہی منہج پر چلتے تھے' ان کی پکار ایک ہی تھی یعنی۔ توحید۔ یہی وہ مقدس امانت ہے جسے اس مقدس گروہ نے مختلف زمانوں' مختلف مکانوں' مختلف فضاؤں اور مختلف نسلوں کی انسانیت تک پہنچایا' اس سے معلوم ہوا کہ توحید کا منہج ہی وہ راستہ ہے جس پر دعوت الی اللہ کے لئے چلنا ضروری ہے' یہی وہ راستہ ہے جس پر چلنا اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کے سچے متبعین کے لئے فرض کر دیا' اس میں نہ تو تبدیلی ممکن ہے اور نہ ہی اس راہ سے ہٹنا جائز ہے۔

بعض پیغمبروں کی دعوت کے نمونے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بعض عظیم پیغمبروں کے تعلق سے یہ خبر دی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اس منہج پر چلتے ہوئے کس طرح اپنی قوم کا سامنا کیا اور گمراہوں کا مقابلہ کیا اور ان کی دعوت مشکل ترین مراحل میں بھی اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ منہج سے نہیں ہٹی۔ اللہ تعالیٰ حضرت نوح اور حضرت ھود علیہما السلام کی دعوت کا تذکرہ کرتے فرماتا ہے۔

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحاً اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ☆ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرَاكَ فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ☆ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ ☆اُبَلِّغُكُمْ رِسَالٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ☆ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ☆ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ☆وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ☆قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرَاكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ☆ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْا اِذْجَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ ۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً ۚ فَاذْكُرُوْا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ☆قَالُوْا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ☆قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۚ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا

اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ (الأعراف:۵۹۔۷۲)

ترجمہ: ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا' اس نے کہا: اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو' اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہے' یقیناً میں تم پر ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ ان کی قوم کے سرداروں نے کہا! ہمارا خیال ہے کہ تم صریح گمراہی میں ہو۔ آپ نے کہا! اے میری قوم! میں گمراہ نہیں ہوں بلکہ ربّ العالمین کا رسول ہوں' میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے' کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تمہیں اپنی ہی قوم کے ایک آدمی کے ذریعے تمہارے پروردگار کی جانب سے نصیحت پہنچی ہے تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تم پرہیزگار بنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ مگر انہوں نے اس کو جھٹلایا ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ جو کشتی میں تھے بچالیا اور جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا انہیں ڈبو کر کے رکھ دیا بے شک وہ لوگ اندھے تھے۔

اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ھُود کو بھیجا' اس نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں' کیا تم (اس کے عذاب سے) نہیں ڈرتے؟ اس کی قوم کے سربرآوردہ کافروں نے کہا! ہم تمہیں کم عقلی میں مبتلا سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو۔ اس نے کہا: اے میری قوم! مجھ میں ذرا بھی کم عقلی نہیں ہے بلکہ میں سارے جہاں کے مالک کا بھیجا ہوا رسول ہوں' کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تمہیں تمہارے پروردگار کی جانب سے نصیحت ایک ایسے شخص کی معرفت آئی جو خود تمہاری اپنی قوم کا ہے تاکہ وہ تم کو (اس کے عذاب سے) ڈرائے' اور (اللہ کے اس احسان کو) یاد کرو کہ اس نے تم کو قومِ نوح کا جانشین بنایا اور بدن کا پھیلاؤ بھی تم کو زیادہ دیا تو تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ انہوں نے جواب دیا کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم اکیلے اللہ کی عبادت کریں اور جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں؟ اچھا اگر تو سچا ہے تو پھر جس عذاب کا تو ہم سے وعدہ کر رہا ہے اُسے لے آ۔ اس نے کہا: اب تم پر اللہ کا عذاب اور غضب آنے ہی والا ہے' کیا تم

مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جنہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ٹھہرالیا اور جس کی کوئی دلیل اللہ نے نہیں بھیجی، پھر تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔ ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچالیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ایمان نہ لائے ان کی جڑ کاٹ دی"۔

یہی دعوت تمام انبیاء علیہم السلام کی تھی، اس مقدس گروہ نے دعوت الی اللہ میں اللہ کی توحید اور صرف اسی کی عبادت کو اوّلیت دی، اپنی قوموں سے (سوائے انکے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی) تکذیب تمسخر اور استہزاء پایا۔ فرمان تعالیٰ ہے: ﴿وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ☆ وَمَا يَأْتِيْهِمْ مِن رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهِ يَسْتَهْزِؤُنَ﴾ ترجمہ: ہم نے پہلے لوگوں میں کتنے نبی بھیجے اور جو بھی پیغمبران کے پاس آتا مگر وہ اس کے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے۔

پاک باز مومن نفوس پر تکذیب، ٹھٹھے اور مذاق کا اثر تلواروں، قید خانوں اور جسمانی تعذیب سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ عربی شاعر کہتا ہے:

وظلم ذوی القربی اشدّ مضاضة　　علی النفس من وقع الحسا م ا لمهند

ترجمہ: رشتہ داروں کا ظلم دل پر ہندی تلوار کی کاٹ سے زیادہ کاری زخم لگاتا ہے۔

ایک دن اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا: ﴿هل اتی علیک یوما کان اشدّ علیک من یوم اُحد ؟فقال :"لقد لقیت من قومک مالقیت ، وکان اشدّما لقیت منهم یوم العقبة ، اذ عرضت نفسی علی إبن عبد یالیل بن عبد کلال ، فلم یجبنی ماأردت ، فانطلقت وأنا مهموم علی وجهی ، فلم استفق إلاّوأنا بقرن الثعالب ، فرفعت رأسی فإذا أنا بسحاب قد أظلتنی ، فنظرت فإذا هو جبریل ، فنادانی ، فقال : إن الله سمع قول قومک لک وما رُدّوا إلیک ، قد بعث الله إلیک ملک الجبال لتأمره بما شئت فیهم ،فنادانی ملک الجبال فسلّم علی ثم قال :" یامحمد إنّ الله قد سمع قول قومک لک ، وأنا ملک الجبال ،وقد بعثنی ربّی إلیک لتأمرنی بأمرک فماشئت ، وإن شئت أن أطبق علیهم الأخشبین " فقال له ﷺ

:"بل أرجو اللہ أن یخرج من اصلابھم من یعبد اللہ وحدہ ولا یشرک بہ شیئاً"
(بخاری 'کتاب بدء الخلق 'حدیث ۳۲۳۱.مسلم ۳/ ۱۴۲۱ .باب مالقی النبی ﷺ من أذی المشرکین والمنافقین 'حدیث ۱۱۱)

ترجمہ: کیا آپ ﷺ پر کوئی ایسا دن آیا ہے جو اُحد کے دن سے زیادہ سنگین تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' تمہاری قوم سے مجھے جن جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا ان میں سب سے سنگین وہ مصیبت تھی جس سے میں گھاٹی کے دن دوچار ہوا' جب میں نے اپنے آپ کو عبد یالیل بن عبد کلال کے صاحب زادے پر پیش کیا' لیکن اس نے میری بات منظور نہ کی تو میں غم والم سے نڈھال اپنے رُخ پر چل پڑا اور مجھے قرن ثعالب پہنچ کر ہی افاقہ ہوا' وہاں میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بادل کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ فگن ہے' میں نے بغور دیکھا تو اس میں حضرت جبریل علیہ السلام تھے' انہوں نے مجھے پکار کر کہا: ''آپ کی قوم نے جو بات آپ سے کہی اللہ نے اسے سن لیا ہے اب اس نے آپ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے تاکہ آپ ان کے بارے میں اسے جو حکم چاہیں دیں'' اس کے بعد پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے آواز دی اور سلام کرنے کے بعد کہا: ''اے محمد ﷺ! آپ کی قوم نے جو بات آپ سے کہی اللہ نے اسے سن لیا' اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں' میرے رب نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اب آپ جو چاہیں مجھے حکم فرمائیں' اگر آپ چاہیں تو انہیں دو پہاڑوں کے درمیان کُچل دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(نہیں) بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ عزوجل ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کرے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے گی''۔

سیرت نگاروں نے ان ٹھٹھا کرنے والوں کے بعض جوابات کو ذکر کیا ہے' جب رسول اللہ ﷺ ثقیف کے سرداروں اور شرفاء کے پاس پہنچے' وہ تین بھائی تھے عبد یالیل' مسعود اور حبیب' آپ ﷺ نے انہیں اللہ کی طرف بلایا اور ان سے اسلام کی مدد اور کفارانِ قریش کے خلاف اپنی مدد و تائید کے سلسلے میں بات کی۔ جواب میں ایک نے کہا: ''اگر اللہ نے تمہیں رسول بنایا ہو تو وہ کعبہ کا غلاف پھاڑے'' دوسرے نے کہا: ''کیا اللہ کو تمہارے علاوہ کوئی اور نہیں ملا تھا؟'' تیسرے نے کہا: ''میں تم سے ہرگز بات

نہیں کروں گا' اگر تم واقعی پیغمبر ہو تو تمہاری بات رد کرنا میرے لئے انتہائی خطرناک ہے اگر تم نے اللہ پر جھوٹ گھڑ رکھا ہے تو پھر مجھے تم سے بات کرنی ہی نہیں چاہیئے"۔ (البداية والنهاية لابن كثير: ١٣٥/٣ ۔الدّرر في اختصار المغازي والسير لابن عبد البرؒ: ص ٣٥)

مذکورہ حدیث اور واقعے سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے نفوسِ قدسیہ پر مشرکین کے ٹھٹے مذاق کا اثر ان ہولناک مصیبتوں' خونریز جنگوں اور روح کو لرزہ دینے والے معرکوں سے کہیں زیادہ تھا جن میں آپ کے جان نثار صحابہ کرام شہید ہوئے۔ جنگ اُحد جس میں ستر سے زیادہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہوئے جن میں حضرت مصعبؓ بن عمیر اور آپ کے چچا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب بھی شامل ہیں' آپ کا سرِ مبارک توڑا گیا' دندانِ مبارک شہید کئے گئے' علاوہ ازیں آپ ﷺ کو اور آپ کے صحابہ کرام کو منافقین کی جانب سے اذیتیں سہنی پڑیں' مکّی زندگی میں جو مصائب آئے وہ الگ ہیں' بدر و اُحد کی کلفتیں اپنی جگہ پر' ان تمام مصائب کو تو آپ نے فراموش کر دیا لیکن طائف میں اہلِ طائف کی جانب سے آپ کو جس حقارت اور ٹھٹھے و مذاق کا سامنا کرنا پڑا اُسے زندگی کے آخری لمحات تک فراموش نہیں کر سکے۔ اسی لئے آپ نے ارشاد فرمایا: " أشدّ النّاس بلاءً الأنبياء ، ثمّ الأمثل فالأمثل " (ترمذی :باب ما جاء في الصبر على البلاء ' حديث ٢٣٩٨ ابن ماجه : باب الصبر على البلاء ' حديث ٤٠٢٣ . دارمي: حديث ٢٧٨٦ .مسند أحمد: ١٧٢/١ '١٧٤ '١٨٠ '١٨٥) ترجمہ: انسانوں میں سب سے زیادہ آزمائشیں پیغمبروں پر آتی ہیں' پھر ان پر جو اُن جیسے ہیں' پھر ان پر جو اُن جیسے ہیں۔

الأمثل ثم الأمثل سے مراد وہ نیک لوگ ہیں جو دعوت الی اللہ میں پیغمبروں کے منہج پر چلتے ہیں، اللہ کی توحید اور ہر قسم کی عبادت کو اسی کے لئے خاص کرنے کی دعوت دیتے ہیں' اس کی ذات وصفات میں شرک کرنے سے روکتے ہیں' انہیں بھی اسی طرح تکلیفیں اور اذیتیں پہنچیں گی جس طرح کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو پہنچی تھیں۔

اسی لئے آپ اکثر مبلّغین کو دیکھیں گے کہ وہ اس سخت اور پُر خطر منہج سے کنّی کاٹتے ہیں' کیوں کہ انہیں اس مشکل راہ پر چلنے سے اپنے والدین' بہن بھائی' دوست واحباب اور معاشرہ وسوسائٹی کا مقابلہ کرنا

پڑے گا' ان کی اذیّتیں' طعنے' ٹھٹھے سہنے پڑیں گے' اسی لئے وہ اس دشوار گذار' مصائب اور آلام سے بھرپور راستے کو چھوڑ کر اسلام کی ایسی تعلیمات کی تبلیغ میں زور صرف کرتے ہیں' جن کے پیش کرنے میں نہ مصائب برداشت کرنے پڑتے ہیں اور نہ ذلّت ورُسوائی' ٹھٹھے اور مذاق کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ امّت کا ایک بڑا طبقہ لپک کر ان کا استقبال کرے گا' حقارت کے بجائے انہیں عزّت واحترام کے اعلیٰ مراتب پر فائز کرے گا اور حکومت بھی ان کا تعاون کرے گی اور حکمرانوں کا سایہء عاطفت ان پر اس وقت تک رہے گا جب تک کہ وہ ان پر نکتہ چینی نہیں کریں گے ان کے فریق نہیں بنیں گے' لیکن جب یہ ان کے مقابلے پر آ جائیں تو حکمران ٹولہ انہیں نہایت سختی سے اس طرح کچل دے گا کہ گویا وہ بھی کوئی سیاسی لیڈر ہیں جو ان کی حکومت اور گدّی چھین لینا چاہتے ہیں اور حکمران اس معاملے میں نہ رشتہ داروں کی پرواہ کرتے ہیں نہ دوستوں کی' نہ مسلمانوں کی اور نہ ہی کافروں کی۔

ایسے دُعاۃ اور مبلّغین جب اسلام کا نام لے کر واویلا مچاتے ہیں تو ہم ان سے کہتے ہیں: جناب! ذرا رُک جایئے' ذرا ہوش میں آیئے اور اپنے آپ کو سنبھالیئے' آپ صراطِ مستقیم کی اس شاہراہ سے ہٹ چکے ہیں' جس پر انبیاء علیہم السلام اور ان کے متّبعین کی سواریاں گذر چکی ہیں' جنہوں نے اللہ کی توحید اور دین کو اسی کے لئے خاص کرنے کی دعوت حق پیش کی تھی' آپ ان کی کتنی ہی نقالی کرنا چاہیں' دین کے نام پر اپنی دہشت زدہ آواز بلند کرنا چاہیں' لاکھ کوششوں' بلند بانگ دعوؤں اور مادّی وسائل کی بہتات کے باوجود انبیاء علیہم السلام کے منہج پر چل نہیں سکتے' جب وافر وسائل کے باوجود مقصد آپ کی نظروں سے غائب ہو گیا تو ان مادّی وسائل کی کیا قدر وقیمت ہوگی جن کا مقصد ہی ناپید ہو؟ مزید افسوس تو اس بات پر ہوتا ہے کہ یہ لوگ اللہ کے عطا کردہ اور پیغمبروں کے مقرّر کردہ منہج سے ہٹ کر اپنی ان پگڈنڈیوں کو اپنانے پر مُصِر ہیں جنہیں خود انہوں نے وضع کیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے منہج کے مقابلے میں ان کے بھڑ کیلے نعروں اور بلند بانگ دعوؤں نے جاہلوں اور نادانوں کی عقلوں کو اُڑا لیا ہے۔

تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوتِ توحید اور اس کے نتیجے میں انہیں لاحق ہونے والی آزمائشوں اور بلاؤں کی خونچکاں داستان یہاں مفصل ذکر نہیں کی جاسکتی' ہم صرف پانچ انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور اس سلسلے میں انہیں لاحق ہونے والی مصیبتوں کا مختصر تذکرہ کریں گے جو اہلِ بصیرت کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں اور یہ چیز ہمیں ایسی روشن راہ پر کھڑا کر دے گی جس سے پھر کوئی ہلاک ہونے والا ہی ٹیڑھا ہو سکتا ہے۔

حضرت نُوح علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ ابوالبشر ثانی، اللہ کی جانب سے انسانوں کی طرف پہلے رسول ہیں، اس عظیم ہستی نے ساڑھے نوسو سال کی طویل عمر پائی اور ساری زندگی اللہ کی توحید اور اس کی خالص عبادت کی دعوت دیتے رہے، اس بھرپور زندگی میں راہِ حق میں نہ کبھی تھکاوٹ محسوس کی اور نہ اکتاہٹ، دن رات، چھپ کر علی الاعلان ہر طرح دعوتِ حق دیتے رہے۔ اللہ سبحانہ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ☆ قَالَ يَا قَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ☆ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ☆ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّى ط اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ☆ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ☆ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآئِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ☆ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ☆ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ☆ ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ☆ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ☆ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ☆ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهَارًا ☆ مَالَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ☆ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ☆ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ☆ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ☆ وَاللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ☆ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ☆ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ☆ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ☆ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ☆ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ☆ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ☆ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ☆ فَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ☆ مِمَّا

خَطِيْئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۞ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا﴾

''ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈرائے اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آئے' اس نے کہا: اے میری قوم! میں تمہیں (اللہ کے عذاب سے) کھلا ڈرانے والا ہوں' کہ تم اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو' (اگر ایسا کرو گے تو) وہ تمہارے گناہوں سے درگذر فرمائے گا اور تم کو مقرر وقت تک مہلت دے گا' کیونکہ اللہ کا وعدہ جب آن پہنچتا ہے تو ٹل نہیں سکتا' کاش تم یہ بات سمجھتے۔ اس نے کہا: اے میرے پروردگار! میں نے اپنی قوم کو شب و روز بلایا' پھر میرے بلانے سے وہ اور زیادہ دُور بھاگنے لگے اور جب بھی میں نے انہیں بلایا کہ تو انہیں بخشے انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانک لئے اور اپنی روش پر اڑ گئے اور بڑا تکبّر کیا' پھر میں نے انہیں پکار کر بلایا' پھر انہیں علانیہ بھی کہا اور چپکے چپکے بھی' میں نے کہا! اپنے رب سے بخشش طلب کرو وہ بڑا بخشنے والا ہے' وہ آسمان سے تم پر خوب بارشیں برسائے گا اور تمہیں مال واولاد سے نوازے گا اور تمہیں باغات دے گا اور نہریں دے گا تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کی برتری کا عقیدہ نہیں رکھتے؟ حالانکہ اس نے تمہیں طرح طرح سے پیدا کیا' کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہ بر تہ بنایا؟ اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا؟ اور اللہ نے تم کو زمین سے اُگایا (پیدا کیا) پھر تمہیں اسی میں لوٹا دے گا اور پھر اس سے نکالے گا' اور اللہ نے زمین کو تمہارے لئے فرش بنایا تا کہ تم اس کے کشادہ راہوں پر چلو پھرو' نوح (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے رب! انہوں نے تو میری نافرمانی کی اور ان (مالداروں) کی فرمانبرداری کی' جن کے مال اور اولاد نے ان کی بدبختی میں اضافہ ہی کیا اور انہوں نے بہت بڑے مکر کئے اور انہوں نے کہا: ''ہر گز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا' نہ ودّ کو چھوڑنا نہ سواع کو نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نہ ہی نسر کو'' اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا' (الٰہی) تو ان کی گمراہی میں اور زیادتی کرنا' یہ لوگ اپنے گناہوں کے سبب ڈبو دئے گئے اور جہنم میں جھونک دئے گئے پھر انہوں نے اپنی لئے اللہ سے بچانے والا کوئی مددگار نہیں پایا۔ (سورہ نوح: ۱/۲۵)

اس محترم رسول کی دعوت کیا تھی؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعوتی زندگی کے ساڑھے نوسو سال کا خلاصہ مذکورہ آیتوں میں بیان کر دیا' اس میں اللہ کی توحید اور تمام عبادتوں کو صرف اسی کے لئے خاص کر دینے کی تعلیم کے علاوہ اور کچھ ہے؟ اس دعوت کو پہنچانے میں آپ مسلسل کوشاں رہے' جو بھی وسیلہ ممکن تھا آزمایا' سرّی بھی جہری بھی' رغبت اور خواہش دلا کر بھی اور ڈرا دھمکا کر بھی' وعدے کر کے بھی وعیدیں سنا کر بھی' عقلی وحسّی دلائل دے کر بھی' خود ان کی زندگیوں کی مثالیں پیش کر کے بھی' کائنات کی نشانیاں دکھا کر بھی اور عبرتیں پیش کر کے بھی' لیکن یہ ساری دردمندی اور دلائل انہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکی' وہ اپنے کفر وضلال پر برابر اڑے رہے' حق کے آگے متکبرانہ رویّہ اختیار کیا' اپنے معبودانِ باطل سے چمٹے رہے' نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں تباہی وبربادی سے دوچار ہوئے اور آخرت میں ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہوئے۔

ہم یہاں یہ پوچھ سکتے ہیں کہ اس عظیم پیغمبر نے کیوں اتنی طویل مدّت بغیر کسی تھکن اور اکتاہٹ کے توحید کے خاطر اتنی مشقتیں برداشت کیں؟ اللہ نے کیوں ان کی تعریف کی' کیوں ان کے ذکر کو محفوظ کر دیا اور کیوں ان کا شمار اولوالعزم پیغمبروں میں کیا؟ توحید کی دعوت اس توجہ اور عنایت کی کیوں مستحق ہے؟ کیا اس منہج اور منطق کا اس عظیم پیغمبر کے لئے محدود کر دینا منطق' حکمت اور عقل کے خلاف ہے یا یہی عین حکمت' صحیح منطق اور عقلِ سلیم کا تقاضہ ہے؟ اللہ نے آپ کو کیوں اس منہج پر چلنے کا ساڑھے نوسو سال تک پابند کیا' آپ کی تعریف کی اور آپ کی داستان کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھا؟ اور کیوں ساری انسانیت کے سرتاج' افضل الرسل' امام الأنبیاء محمد الرسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی دعوت اور صبر میں نمونہ بنائیں؟۔

مقامِ نبوت کی قدر جاننے والے کا عقل وحکمت پر مبنی جواب یہی ہوگا کہ توحید کی دعوت' شرک پر یلغار اور اللہ کی زمین کو اس نجاست سے پاک کرنے کا عمل واقعی اس عظیم الشان مدح وثنا کا مستحق ہے' یہی عین حکمت اور عقل وفطرت کا تقاضہ ہے' ہر داعی کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اس منہج کو سمجھے اور اس الٰہی دعوت اور عظیم مقصد کو روئے زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی ساری توانائیاں' جدوجہد اور کوششیں صرف کر دے اور اس

سلسلے میں ہر اسلامی تحریک ایک دوسرے کا تعاون کرے ایک دوسرے کی تصدیق کرے جیسا کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کیا کرتے تھے پہلے آنے والے بعد میں آنے والوں کی خوش خبری دیتے اور بعد میں آنے والے گذرے ہوئے انبیاء کی دعوت کی تصدیق وتائید کرتے اور انہیں کے چلے ہوئے راستے پر گامزن ہوتے۔

ہمیں یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ اگر اس منہج کے علاوہ اور کوئی منہج اعلی وافضل ہوتا تو اللہ تعالی ضرور اپنے پیغمبروں کے لئے اسے پسند کرتا اور اسے اپنانے کی ہدایت کرتا' جب ایسا نہیں ہوا تو کیا مومن کے لئے یہ جائز ہے وہ اس طریقہء دعوت سے منہ موڑ کر کسی دوسرے طریقے کو اپنائے اور ان داعیوں پر دست وزبان دراز کرے جو اس ربانی منہج کی پیروی کر رہے ہیں؟؟؟

حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام

دوسرے اولوالعزم پیغمبر' ابوالأ نبیاء' إمام الموحّدین' خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات گرامی ہے' جن کی دعوت کو نمونہ بنانے' راستے پر چلنے اور جن کی ہدایتوں کو اپنانے کا حکم اللہ رب العالمین نے سیّد الأ وّلین والآخرین' رحمۃ للعالمین' خاتم الأ نبیاء جناب محمد الرسول اللہ ﷺ کو دیا ہے' حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعلق سے قرآن کہتا ہے:

﴿وَإِذْقَالَ إِبْرَاهِيْمُ لِأَبِيْهِ اٰذَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ج اِنِّىْٓ اَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِىْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ☆ وَكَذٰلِكَ نُرِىْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ☆ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ج قَالَ هٰذَا رَبِّىْ ج فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ☆ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّىْ ج فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِىْ رَبِّىْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ☆ فَلَمَّا رَاَالشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّىْ هٰذَآ اَكْبَرُ ج فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِىٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ☆ اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (الأ نعام:۷۴/۷۹)

''جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ آذر سے کہا: کیا تو بتوں کو خدا بناتا ہے میں تجھ کو اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھ رہا ہوں۔ اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمان اور زمین کی بادشاہت دکھلائی تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں ہو جائے' جب اس پر رات کی تاریکی چھا گئی تو اس نے ایک تارہ دیکھا' کہا یہ میرا رب ہے' جب وہ ڈوب گیا تو کہا کہ میں ڈوب جانے والے کو پسند نہیں کرتا' جب چاند کو چمکتا دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے' جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا کہ اگر میرے رب نے میری رہنمائی نہیں کی تو میں گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاؤں گا' جب آفتاب کو روشن دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے جب وہ بھی غروب ہو گیا تو پکار اٹھا: اے میری قوم! میں تمہارے ان معبودوں سے جنہیں تم (اللہ کا) شریک ٹھہراتے ہو بیزار ہوں'

میں نے یکسو ہو کر اپنا رُخ اس ذات کی طرف کرلیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

شرک سے انکار اور توحیدِ خالص کے اقرار سے لبریز، پُر جوش اور طاقتور یہ دعوت، خاندان سے شروع ہو کر ساری قوم تک پھیلتی ہے، شرک و بت پرستی سے جنگ چھڑ جاتی ہے، ستاروں کی خدائی کا عقیدہ ڈگمگا جاتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی حجت قائم کرنے، شرک اور اس کے باطل معتقدات کو زمین دوز کرنے کے لئے بحث و حجت کا بہترین راستہ اختیار کیا، یعنی ان کے معبودوں کی تحقیر کر کے، انہیں بے عقل قرار دے کر، ستارے، چاند اور سورج پر یکے بعد دیگرے غور کر کے اور ان کے طلوع اور غروب سے یہ دلیل پکڑی کہ ان کی خدائی کے قائل جھوٹے ہیں، اور اس پر غور کر کے کہ، جس وقت یہ غروب اور زوال سے دوچار ہوتے ہیں تو کون اس کائنات کی حفاظت اور نگرانی کرے گا اور ان کے معاملات کی تدبیر کرے گا؟ جو شخص ان مظاہرِ فطرت پر اور ان کے طلوع و غروب، اقبال و ادبار پر غور کرے گا تو اس کے لئے ضروری ہو جائے گا کہ وہ ان خود ساختہ جھوٹے معبودوں کا انکار کرے، اپنے ہاتھوں کو شرک کی نجاست سے دھولے اور اُس معبودِ برحق کی طرف رجوع کرے جس نے کہ آسمان اور زمین کو پیدا کیا جو نہ غائب ہوتا ہے اور نہ ٹلتا ہے جو کائنات کے تمام حالات اور حرکات و سکنات سے اچھی طرح باخبر ہے، جو ہر لمحہ ان کا نگران ہے، ہر وقت ان کی حفاظت اور ان کے کاموں کی تدبیر میں لگا ہوا ہے، یہ ایسے زبردست دلائل ہیں جنہیں اس مشاہدہ کی دنیا کا چپہ چپہ تقویت پہنچاتا ہے۔ اللہ سبحانہ کا فرمان ہے:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيْمَ ☆إِنَّهُ كَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا ☆إِذْ قَالَ لِأَبِيْهِ يَا أَبَتِ لِمَا تَعْبُدُ مَا لَايَسْمَعُ وَلَايُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا☆ يَاأَبَتِ إِنِّيْ قَدْ جَآءَ نِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَالَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْ أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا☆ يَاأَبَتِ لَاتَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا☆يَا أَبَتِ إِنِّيْ أَخَافُ أَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا☆قَالَ أَرَاغِبٌ أَنْتَ عَنْ آلِهَتِيْ يَاإِبْرَاهِيْمُ ۔ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ☆ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُلَكَ

رَبِّیْ اِنَّهٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا ☆فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗ اِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ وَکُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا☆وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا ﴾

''اس کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا ذکر کرو وہ بڑا راست باز انسان اور نبی تھا' جب اس نے اپنے باپ سے کہا: ابا جان! آپ ان (بتوں) کی کیوں پرستش کرتے ہیں جو نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں اور نہ آپ کو کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟ ابا جان! میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا آپ میری پیروی کریں میں آپ کو سیدھا راستہ بتاؤں گا' ابا جان! شیطان کی عبادت نہ کیجئے کیوں کہ شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے' ابا جان مجھے ڈر ہے کہیں آپ پر اللہ کا عذاب نہ آن پڑے اور پھر آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں'' (باپ نے) کہا: ابراہیم! کیا تو میرے معبودوں سے پھر گیا ہے؟ اگر تو باز نہیں آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا' بس تو ہمیشہ کے لئے مجھ سے جدا ہو جا' ابراہیم نے کہا: سلام ہے آپ کو' میں آپ کے لئے میرے رب سے بخشش کی دعا کروں گا وہ مجھ پر بڑا ہی مہربان ہے' میں تم کو اور تمہارے ان معبودوں کو بھی چھوڑ رہا ہوں جنہیں تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو' مجھے یقین ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر' نامراد نہیں رہوں گا' جب وہ ان سے اور ان کے ان معبودوں سے جُدا ہو گیا جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے' ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب عطا کیا اور دونوں کو ہی نبی بنایا اور انہیں اپنی رحمت سے نوازا اور انہیں بلند درجہ کی ناموری عطا کی۔ (مریم: ۴۱/۵۰)

توحید کی یہ پُر جوش دعوت علم' منطق' عقل اور پاکیزہ اخلاق پر قائم ہے' یہ دعوت گمراہوں کو صراطِ مستقیم دکھاتی ہے' اس کا انکار کوئی اندھا متعصب ہی کر سکتا ہے جو جہالت' دشمنی' خواہشاتِ نفس اور تکبّر و غرور کے دلدل میں پھنسا ہوا ہو' ورنہ کوئی بھی ذی شعور انسان ایسے بتوں کی کیسے عبادت کر سکتا ہے جو نہ سنتے ہوں اور نہ دیکھتے ہوں اور نہ ہی اس کے کچھ کام آ سکتے ہوں؟

ہر ایک کو یہ جان لینا ضروری ہے کہ توحید کے علم سے انبیاء علیہم السّلام کو طاقت ملتی تھی' اسی کے ذریعے وہ باطل' جہالت اور شرک پر یلغار کرتے تھے' یہ انبیاء علیہم السلام کا علم ہے جو راہِ حق دکھاتا اور شرک و ضلالت

سے بچاتا ہے' اس علم سے کورا ہونا تباہ کن جہالت ہے اور اس سے لاعلمی وہ زہرِ قاتل ہے جو عقل و فکر کو قتل کر دیتا ہے' اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا تھا ﴿ يَا أَبَتِ إِنِّيْ قَدْ جَآءَ نِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْ أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴾ (مریم:۴۳) ابا جان میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا ہی نہیں' آپ میری پیروی کیجئے میں آپ کو سیدھی راہ دکھاؤں گا۔

اپنے باپ' خاندان اور قوم کو دعوت الی اللہ کے میدان میں دلائل اور حجّتوں سے مغلوب کر کے آپ نے توحید کی کھلی دلیلوں سے اپنے وقت کے سرکش' ظالم اور نادان حکمران نمرود پر پوری طاقت اور بہادری کے ساتھ یورش کر دیا۔ قرآن کہتا ہے:

﴿ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْ حَآجَّ إِبْرَاهِيْمَ فِيْ رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ م إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ لا قَالَ أَنَا أُحْيِيْ وَأُمِيْتُ ط قَالَ إِبْرَاهِيْمُ إِنَّ اللّٰهَ يَأْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ ﴾

ترجمہ: کیا آپ کو اس شخص کا حال معلوم نہیں جس نے ابراہیم سے اس کے رب کی بابت جھگڑا کیا اس وجہ سے کہ اللہ نے اسے سلطنت دے رکھی تھی' جب ابراہیم نے کہا کہ: میرا رب وہ ہے جو زندگی اور موت کا مالک ہے' اس نے کہا: میں بھی زندگی اور موت پر اختیار رکھتا ہوں' ابراہیم نے کہا: بے شک اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو ذرا مغرب سے نکال لا' پھر وہ کافر حیران و ششدر رہ گیا' اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ (بقرہ:۲۵۸)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس نادان سرکش کو اللہ کی توحید' اس کی ربوبیت اور اُلوہیت پر ایمان لانے کی دعوت دی لیکن اس نے سرکشی دکھائی اور اپنی جھوٹی خدائی کے دعوے کی دست برداری سے انکار کر دیا' پھر آپ نے روشن اور واضح دلائل کے ساتھ اس سے مناظرہ کیا' فرمایا: ﴿ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ ﴾ میرا رب وہ ہے جس کے ہاتھ میں موت اور زندگی کا اختیار ہے' یعنی وہی پیدا کرنے والا' مخلوق کا مدبّر اور زندگی و موت کا دینے والا ہے' لیکن اس ناسمجھ ظالم نے کہا: ﴿ أَنَا أُحْيِيْ وَأُمِيْتُ ﴾ یعنی

میں بھی جس کو چاہتا ہوں قتل کرسکتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں باقی رکھتا ہوں' اس جواب میں سوائے ملمع سازی اور جاہلوں کو بھٹکانے کے علاوہ کچھ نہیں تھا' حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ کہہ رہے تھے کہ رب العالمین انسانوں جانوروں اور نباتات میں زندگی پیدا کرتا ہے' ان کو عدم سے وجود کا پیرہن پہناتا ہے' پھر جب انکی عمریں ختم ہوجاتی ہیں تو انہیں ظاہری اسباب کی بنا پہ یا بغیر کسی سبب کے ہی اپنی قدرت سے موت دیتا ہے' حضرت ابراہیم نے جب دیکھا کہ نمرود نا سمجھوں اور نا کاروں کو اپنے ملمع سازانہ وفریب کارانہ جواب سے اندھیرے میں رکھنا چاہتا ہے تو آپ نے اس کی یہ کمزور دلیل وقتی طور پر قبول کرلیا اور فرمایا کہ جس خدائی کا تو دعویدار ہے اگر سچ مچ اس کی کوئی حقیقت ہے تو ﴿ فَإِنَّ اللّٰهَ يَأْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ﴾ اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اسے مغرب سے نکال' پھر کافر بھونچکا رہ گیا' سوائے حیرانی وپریشانی کے اس کے پاس کچھ نہیں بچا' اس کی دلیل ٹوٹ گئی' زبان گنگ ہوگئی اور باطل خدائی کا نشہ ہرن ہوگیا ۔ ﴿ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴾ ۔

اس واقعے میں ہر صاحبِ بصیرت کے لئے یہ سبق موجود ہے کہ توحید کی دعوت اخلاص' عقل اور حکمت کے بلندترین مقام پر فائز ہے' یہ گھروں سے شروع ہوکر اللہ جہاں تک چاہتا ہے پھیلتی ہے' نہ یہ بادشاہت کے خلاف اعلانِ جنگ ہے نہ حکومت قائم کرنے کی خواہش' اگر ابراہیم علیہ السلام کا مقصد حصولِ اقتدار ہوتا تو آپ اس کے علاوہ دوسرا راستہ اپناتے' ایسی صورت میں بہت سے لوگ آپ کے گرد اکھٹے ہوجاتے اور آپ کا شہرہ ہوجاتا' لیکن اللہ تعالی نے اپنے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین اور صالح مبلّغوں کے لئے ہر جگہ اور ہر زمانے میں ہدایت وراہنمائی' حق بیان کرنے اور سرکشوں پر حجت قائم کرنے کا ہی راستہ چنا' اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اس فرض کو کامل طور پر نبھایا' آپ نے اپنے والد' قوم اور حکومت پر دلائل وبراہین سے حجت قائم کی' جب دیکھا کہ یہ لوگ شرک وکفر پر مُصر اور جھوٹ وگمراہی پر قائم ہیں تو مجبوراً طاقت وقوت اور حرکت وعمل کے ذریعے کفر وشرک سے بیزاری کا اعلان کیا۔

ضلالت وگمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹکنے والی اپنی قوم کی اصلاح کا بیڑا آپ نے کہاں سے

اٹھایا؟ کیا آپ نے حکومت پر حملہ کر دیا کہ یہی شرّ وفساد اور شرک وضلالت کا منبع ہے؟ یا اس حاکم وقت کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا جو اپنی خدائی کی دعویداری پر مُصر تھا؟ یا آپ نے کافر حکومت اور اس کے نا سمجھ حکمران کے خلاف انقلاب کا نعرہ بلند کیا تا کہ شرک وفساد کی تمام اقسام کا خاتمہ ہو جائے اور ایک الٰہی حکومت آپ کی قیادت میں منصّہ ٔشہود پر آ جائے؟ ان سوالوں کا جواب یہی ہے کہ حاشا وکلا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذاتیں ان گھٹیا راستوں پر چلنا یا عمل کرنا تو کُجا' اس کی سوچ بھی نہیں سکتیں' یہ طریقے تو ظلمت وجہالت کے ماروں' دنیا وسلطنت کے خواہش مندوں کے ہیں' انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام توحید کے داعی راہِ حق کے رہنما' شرک وباطل سے انسانیت کو نجات دلانے والے ہیں وہ جب کبھی تغیر وتبدیلی کی کوشش کرتے ہیں تو یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انہیں کونسا راستہ اختیار کرنا چاہیئے' چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکومت وسلطنت کے بجائے حقیقی شرک وضلالت پر تیشہ زنی کرنا مناسب سمجھا اور اس عظیم' حکیم اور حلیم پیغمبر نے یہی کر دکھایا۔ فرمانِ الٰہی ہے۔

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ☆اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ☆قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ☆قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ☆قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ☆ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ☆وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ☆ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ☆قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ☆قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ☆قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ☆قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ☆قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ☆فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ☆ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ☆قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ☆اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ☆قَالُوْا

حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِيْنَ ☆ قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ ☆ وَأَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِيْنَ﴾

ترجمہ: اس سے بھی پہلے ہم نے ابراہیم کو دانائی بخشی تھی اور ہم ان کو خوب جانتے تھے، جب کہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا: یہ مورتیں کیسی ہیں جن کی تم مُجاوری کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے پایا ہے، اس نے کہا: جب تو تم اور تمہارے باپ دادا صریح گمراہی میں مبتلا تھے، انہوں نے کہا: کیا تم ہمارے پاس سچ مچ حق لائے ہو یا یونہی مذاق کر رہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں (میں مذاق نہیں کر رہا ہوں) درحقیقت تم سب کا پروردگار وہ ہے، جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، جس نے انہیں پیدا کیا، اس پر میں گواہی دیتا ہوں، اللہ کی قسم! میں تمہاری غیر حاضری میں تمہارے بتوں کی خبر لوں گا، پھر اس نے ان سب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے تا کہ شاید وہ لوگ اس کی طرف رجوع کریں، انہوں نے کہا: جس نے بھی ہمارے معبودوں کا یہ حشر کیا ہے وہ بہت بڑا ظالم ہے، (کچھ لوگوں نے) کہا: ہم نے ایک نوجوان کو اس کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تھا جس کا نام ابراہیم ہے، سب نے کہا: اسے تمام لوگوں کے سامنے پکڑ کر لاؤ تا کہ سب دیکھیں، انہوں نے کہا: اے ابراہیم کیا تم نے ہی ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے؟ (ابراہیم علیہ السلام نے) جواب دیا: یہ کام تو ان کے سردار نے کیا ہے، تم اپنے ان (شکستہ) خداؤں سے ہی پوچھ لو اگر یہ بول سکتے ہوں۔ یہ سن کر وہ لوگ اپنے ضمیروں کی طرف پلٹے پھر (اپنے دلوں میں) کہنے لگے: کہ ظالم تو تم ہی ہو، پھر اپنے سروں کے بل اوندھے ہو گئے اور کہنے لگے: کیا تو نہیں جانتا کہ یہ بولتے نہیں ہیں؟ (ابراہیم علیہ السلام نے) کہا: کیا تم اللہ کے علاوہ ان خداؤں کی پرستش کرتے ہو جن کے اختیار میں نہ تمہارا نفع ہے نہ نقصان، تُف ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں پر جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے؟ وہ کہنے لگے: اسے جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تم کچھ کر سکتے ہو، ہم نے کہا: اے آگ تو ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا ابراہیم کے لئے، گو کہ انہوں نے اس کا بُرا چاہا لیکن ہم نے انہیں بری طرح ناکام کر دیا۔ (الأنبیاء:۵۱/۷۰)

اللہ تعالی نے آپ کو ہدایت اسی لئے عطا فرمائی کہ آپ اس کے اہل تھے' اس عظیم پیغمبر نے عقائد کے بگاڑ' حکومت کے فساد اور ایک ایسی قوم کا سامنا کیا جس کی سوجھ بوجھ گرچکی تھی' عقل بھٹک چکی تھی انہوں نے پتھر اور لکڑی کے بت بنا لئے تھے' ستاروں کو پوجتے تھے' ان پر ایک فاسد نظامِ حکومت چل رہا تھا' جس کا قائد ایک سرکش اور ناسمجھ حکمران تھا' جس نے ساری قوم کو اپنے قدموں پر جُھکا رکھا تھا' پھر اصلاح کا عمل کہاں سے شروع کیا جاتا؟ کیا آپ نے اصلاح کا عمل حاکم سے معرکہ آرائی کے ذریعے شروع کیا' کیونکہ وہ اللہ کی شریعت کے بجائے جاہلی قوانین کے ذریعے حکومت کررہا تھا' بلکہ اپنے رب ہونے کا مدّعی تھا اور قانون سازی کو اپنا حق سمجھتا تھا؟ یا آپ اپنی تحریک قوم اور جاہل حکومت کے عقائد کی اصلاح سے شروع کرتے؟ قرآن ہمیں اِمام الأنبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعلق سے بیان کرتا ہے کہ انہوں نے اپنی تحریک اللہ کی توحید' خالص اس کی عبادت کی دعوت' شرک وکفر سے اعلانِ جنگ اور شرک واسبابِ شرک کی بیخ کُنی سے شروع کی' انہیں عملی طور پر اللہ کی توحید کی طرف بلایا' اس میدان میں قوم اور حکومت سے خم ٹھونک کر مقابلہ کیا اور دلیل وحجت سے انہیں مغلوب کردیا' یہاں تک کہ انہیں اعتراف کرنا پڑا کہ ہمیں شرک وضلالت' اندھے تعصب اور باپ دادا کی تقلید کے مقابلے میں کسی بُرہان ودلیل کی کوئی ضرورت نہیں ہے" "اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَ نَا لَهَا عَابِدِيْنَ" "ہم نے اپنے باپ دادوں کو اُنہیں کی پرستش کرتے ہوئے پایا ہے۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کی سرکش خواہشوں اور جامد عقلوں کے لئے دلیل کوئی حیثیت نہیں رکھتی تو آپ نے ان کے معبودوں کو توڑنے کی حکمتِ عملی تیار کرلی' بھرپور ہمت' طاقت اور بہادری سے اس پروگرام کو عملی جامہ پہنایا' آپ کے اس جرأت مندانہ اقدام نے حکومت اور قوم کو آپ کے خلاف مشتعل کردیا' انہوں نے ایک کھلے فیصلے کے لئے آپ کو مدعو کیا' پھر آپ کو الزام دے کر پوچھا ﴿ ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يَا اِبْرَاهِيْمُ ﴾ اے ابراہیم! کیا تم نے ہی ہمارے خداؤں کا یہ حشر کیا ہے؟ آپ نے ان پر بھرپور طنز کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَاسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴾ یہ حرکت تو ان کے بڑے کی معلوم ہوتی ہے اگر یقین نہ آئے تو

انہیں سے پوچھ لو کہ کس نے ان کی یہ دُرگت بنائی ہے؟ آپ کا یہ طنز ان پر کڑک دار بجلی بن کر گرا' وہ مخبوط الحواس ہو کر کہہ اُٹھے ﴿لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰؤُلَاءِ يَنْطِقُوْنَ﴾ انہوں نے ذلت سے سر جھکا کر کہا: تم تو جانتے ہی ہو کہ یہ بول نہیں سکتے۔ جب حضرت ابراہیم نے ان سے دلیل اور حجت کا ہتھیار چھین لیا' تو وہ طاقت کا سہارا لینے پر کمربستہ ہو گئے جو ہر جگہ ہر زمانے میں دلیل اور حجت سے عاجز ہر ظالم کا پسندیدہ ہتھیار ہوتا ہے' چلا اٹھے ﴿حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِيْنَ﴾ اسے جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو' لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دوست کو ان کے شر سے بچا لیا اور کافروں کے مکر کو انہیں پر لوٹا دیا ﴿قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ ☆ وَأَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِيْنَ﴾ ہم نے کہا: اے آگ! تو ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا انہوں نے ان کے ساتھ برائی کرنا چاہا لیکن ہم نے انہیں بری طرح ناکام کر دیا۔ اس ہولناک آگ کا ٹھنڈا ہونا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نجات پانا آپ کی نبوت کی صداقت کی عظیم دلیل ہے' ساتھ ہی آپ کی لائی ہوئی توحید کی سچائی اور قوم کے شرک وضلالت کے بطلان کی واضح نشانی ہے' اللہ نے آپ کو اس حکمت سے بھرپور دعوت' اس جہاد اور عظیم قربانی کا بہترین بدلہ عنایت فرمایا' جیسا کہ ارشادِ قرآنی ہے:

﴿وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوْطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِيْ بَارَكْنَا فِيْهَا لِلْعَالَمِيْنَ ☆ وَوَهَبْنَا لَهٗ إِسْحَاقَ ط وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ط وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِيْنَ ☆ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءَ الزَّكَاةِ ج وَكَانُوْا لَنَا عَابِدِيْنَ﴾ ترجمہ: اور ہم نے اس کو اور لوط (علیہ السلام) کو بچا کر اس سرزمین کی طرف لے گئے جس میں ہم نے تمام جہان والوں کے لئے برکت رکھی تھی اور ہم نے آپ کو اسحاق عطا کیا اور اس پر مزید یعقوب' اور تمام کو ہم نے نیک بنایا' اور ہم نے انہیں پیشوا بنا دیا کہ وہ ہمارے حکم سے لوگوں کی رہبری کریں' اور ہم نے ان کی طرف نیک کام کرنے' نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی وحی (تلقین) کی اور وہ سب کے سب ہمارے عبادت گذار بندے تھے۔ (الأنبیاء: ۷۱/۷۳)

حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام

تیسرے پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کی ذاتِ گرامی ہے جن کی شان میں رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:" کریم إبن الکریم إبن الکریم ' یوسف نبی اللّٰہإبن نبی اللّٰہإبن نبی اللّٰہ إبن خلیل اللّٰہ "(بخاری 'کتاب الأنبیاء حدیث نمبر ۳۳۸۲. ترمذی 'کتاب التفسیر ' باب ۱۳'حدیث ۳۱۱٦) ترجمہ:شریف'شریف کے بیٹے اورشریف کے پوتے اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں جو اللہ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے' اللہ کے نبی حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے اور اللہ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے ہیں۔

آپ کے بارے میں اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ایک مستقل سورت نازل فرمائی ہے جو آپ کے بچپن سے لیکر وفات تک کے اہم حالات وواقعات پر مشتمل ہے' کہ گردشِ ایام کے کتنے مصائب کا آپ نے صبر' حکمت' بردباری اور نبوت کی طاقت سے مقابلہ کیا' آپ فرعون (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا نہیں' بلکہ فرعون وہ لقب ہے جو مصری حکمرانوں نے اپنے لئے اختیار کیا تھا) کے گھر کے فساد اور اس کے اہلِ خانہ کے ظلم کے شکار ہوئے' آپ نے اس قوم کے عقائد کو جانا جن میں آپ نے زندگی گذاری تھی' اس قوم کا سب سے بڑا فساد اللہ کے علاوہ بتوں اور گائے کی پرستش تھی' جس کے خلاف آپ نے نہایت حکمت سے تبلیغ کی' آپ کا مفصّل واقعہ تو بڑا طویل ہے' ہم صرف قید خانے میں آپ کی دعوت کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ارشادِ قرآنی ہے:

﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ ط قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيٓ اَرٰىنِيٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۔ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيٓ اَرٰىنِيٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ط نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۔ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ☆قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ط ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ط اِنِّيْ

تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كَافِرُوْنَ☆ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَآئِیْٓ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ ط مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ط ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ☆يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ☆مَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَآبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ط اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ط ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (یوسف:۳۶/۴۰)

ترجمہ: اوراس کے ساتھ ہی دوغلام قید خانے میں داخل ہوئے ان میں سے ایک نے کہا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں شراب کشید کررہا ہوں دوسرے نے کہا: میں نے دیکھا ہے کہ میں اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں جسے پرندے کھا رہے ہیں ہمیں آپ اس کی تعبیر بتلایئے ہمیں آپ نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں آپ نے فرمایا: یہاں تمہیں جو کھانا دیا جاتا ہے اس کے تمہارے پاس پہنچنے سے پہلے ہی میں اس کی تعبیر بتلادوں گا یہ سب اس علم کی بدولت ہے جو مجھے میرے رب نے مجھے عطا کیا ہے (بات یہ ہے کہ) میں نے ان لوگوں کا مذہب چھوڑ دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور جو آخرت کے منکر ہیں میں اپنے باپ دادوں (یعنی) ابراہیم اسحاق اور یعقوب کے دین کا پابند ہوں ہمیں ہرگز یہ سزاوار نہیں کہ کہ ہم اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور کو شریک کریں ہم پر اور تمام لوگوں پر یہ اللہ کا خاص فضل ہے لیکن اکثر لوگ ناشکری کرتے ہیں۔ اے میرے قید کے ساتھیو: کیا کئی متفرق رب بہتر ہیں یا ایک زبردست (سب پر) غالب اللہ؟ اس کے علاوہ جن کی تم پوجا پاٹ کرتے ہو وہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لئے ہیں اللہ نے ان کی کوئی سند نازل نہیں کی فرمانروائی کا اقتدار صرف اللہ ہی کے لئے ہی ہے اس کا حکم ہے کہ تم سوائے اس کے کسی اور کی عبادت نہ کرو یہی ٹھیک (راستہ) دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اس نبی کریم نے حکمرانوں کے محلات میں زندگی بسر کی ان کے تمام مفاسد آپ کی نظر میں عیاں تھے بلکہ

عملاً آپ نے ان عالی شان محلات کے باسیوں کے مکر وفریب، شر وفساد اور ظلم وستم کو قید کی صورت میں برداشت کیا اور ایسی قوم میں آپ نے زندگی بسر کی جو بتوں، گائے اور ستاروں کی پجاری تھی، آپ کے سامنے اصلاح کا ایک بڑا میدان تھا، پھر آپ نے اصلاح کا عمل کہاں سے شروع کیا؟ کیا آپ نے اپنی دعوت کا آغاز اپنے جیل کے ساتھیوں کو ظالم حکمرانوں کے خلاف بھڑکانے سے کیا جو آپ ہی کی طرح ظلماً قید خانے میں ٹھونس دیئے گئے تھے؟ اگر آپ یہ طرزِ عمل اختیار کرتے تو یقیناً یہ ایک سیاسی راستہ تھا، یا آپ نے فرصت کے لمحات میں اپنی دعوت کو وہیں سے شروع کیا جہاں سے آپ کے آباء واجداد بالخصوص مؤحد اعظم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام اور تمام انبیاء علیہم السلام نے شروع کیا تھا؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر زمانے میں اور ہر جگہ اصلاح کا واحد راستہ عقیدہء توحید اور عبادت کو اللہ کے لئے خاص کرنے کی دعوت ہی ہے اسی لئے آپ نے اپنے عظیم اجداد کی پیروی کرتے ہوئے عقیدہء توحید کو پیش کرنے، مشرکین کے عقائد، اللہ کے علاوہ انکے بتوں، گائے اور ستاروں کی پرستش پر نکیر کرنے اور انہیں حقیر ثابت کرنے کا صحیح راستہ اختیار کیا۔

توحید کی صدا دیتی اور شرک کا انکار کرتی اس دعوت کو، آپ نے اس قول سے تقویت پہنچائی کہ ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ فرمانروائی کا اقتدار صرف اللہ کے لئے ہے، یہ کونسی حاکمیت ہے؟ پھر آپ نے اس کی تشریح خود فرمائی کہ وہ اللہ کی توحید اور صرف اسی کی عبادت ہے ﴿اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾ اس نے حکم دیا کہ سوائے اس کے کسی اور کی عبادت نہ کرو، اور یہی سیدھا راستہ ہے، اور توحید کے تعلق سے فرماتے ہیں ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے" آپ اسی حکومت کے اعلی منصب پر پہنچتے ہیں اور اپنی دعوت اور نبوت پر قائم رہتے ہوئے توحید کی مسلسل دعوت دیتے جاتے ہیں، اللہ تعالی انہیں امور کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ☆ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ﴾ ترجمہ: بادشاہ نے کہا: اے میرے

پاس لاؤ تا کہ میں اسے اپنے خاص کاموں کے لئے مقرر کرلوں' پھر جب اس نے آپ سے بات کی تو کہنے لگا: اب آپ ہمارے ہاں ذی عزت و مرتبت اور امین ہیں' آپ نے کہا: زمین کے خزانے میرے سپرد کردیجئے کیونکہ میں حفاظت کرنے والا ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں۔ (یوسف:۵۴/۵۵)

پھر آپ نے اپنے پروردگار کا شکرادا کرتے ہوئے فرمایا:

﴿رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَأْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قف اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ﴾

ترجمہ: اے میرے رب تو نے مجھے حکومت بخشی' اور خواب کی تعبیر کا علم عطا کیا' آسمانوں اور زمین کے بنانے والے! تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے' میرا خاتمہ اسلام پر کر اور مجھے صالحین سے ملادے۔ (یوسف:۱۰۱)

اللہ تعالیٰ خاندان فرعون کے ایک مومن کی زبانی آپ کی دعوت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے :﴿وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ط حَتّٰى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ط كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ﴾ (المؤمن:۳۴)

ترجمہ: اور اس سے پہلے بھی یوسفؑ تمہارے پاس واضح دلیلیں لے کر آئے تھے' پھر بھی تم ان کی لائی تعلیم میں شک وشبہ ہی کرتے رہے' یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہوگئی تو تم نے کہا کہ اس کے بعد اللہ کسی اور رسول کو ہرگز نہیں بھیجے گا' اسی طرح اللہ گمراہ کرتا ہے ہر اس شخص کو جو حد سے بڑھ جانے والا اور شکی ہے۔

قرآن مجید نے ہمارے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کی جو سیرت پیش کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید کی دعوت نہایت ہی اہم ہے اور شرک ایسی برائی ہے جسے ختم کرنے میں مومن کو کبھی کوئی نرمی اور مداہنت اختیار نہیں کرنی چاہیئے' چاہے داعی کے حالات کیسے بھی کیوں نہ ہوں' آپ کا یہ واقعہ ہمیں یہ

بھی بتلاتا ہے کہ عقیدہ ءتوحید کے متعلق تمام انبیاءعلیہم الصلوۃ والسلام کی دعوت ایک ہے' البتہ فروع میں اختلاف موجود ہے' کسی مسلمان بالخصوص داعی کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی غیر مسلم حکومت کا عہدہ عقیدہ ءتوحید کو چھوڑ کر یا اس میں مداہنت اختیار کر کے قبول کرے' یا دین سے برگشتہ ہو کر مشرکین کا کاہن اور بتوں کا مجاور بن بیٹھے' اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کا شمار گمراہ مشرکین میں ہوگا۔

قانونی حیثیت سے اگر اسلامی حکومت قائم ہوگئی تو ضروری ہے کہ اللہ کا قانون نافذ کیا جائے' اگر کسی نے ایسا نہیں کیا تو وہ فرمانِ الٰہی کے مطابق کافر ہوگا ﴿ وَمَن لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ ﴾ جنہوں نے اللہ کے احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کیا تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں' صحابہ کرام رضوان اللّٰه علیہم أجمعین کے فتووں کی روشنی میں اگر کوئی شخص اللہ کی شریعت کو حقیر جانے اور اللہ کے سوا کسی اور کو حاکمِ حقیقی سمجھے تو وہ کفرِ اکبر کا مرتکب ہے' اگر اللہ کی شریعت کی قدر کرتے ہوئے اس کے علاوہ کسی کو حاکمِ حقیقی نہ سمجھتے ہوئے صرف اپنے نفسانی خواہشات کے غلبہ کی وجہ سے اللہ کے حکم کے بجائے اپنا حکم چلاتا ہے تو ایسا شخص کفرِ اصغر کا مرتکب ہوگا۔

اگر اسلامی حکومت قائم نہیں ہے تو اللہ تعالی ہر نفس کو اتنی ہی تکلیف دیتا ہے جتنی کہ اس کے بس میں ہے' ایسی حالت میں مسلمان کسی بھی غیر مسلم حکومت کا عہدہ اس شرط پر قبول کر سکتا ہے کہ وہ انصاف پر قائم رہے گا اور اللہ کی نافرمانی میں ان کی اطاعت نہیں کرے گا اور اللہ کے قانون کے خلاف فیصلہ نہیں کرے گا جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا' آپ نے ایک کافر بادشاہ کی نیابت کا منصب سنبھالا جو اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتا تھا' جیسا کہ قرآن ارشاد فرماتا ہے ﴿ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ ﴾ یعنی آپ اپنے بھائی (بنیامین) کو بادشاہ کے قانون کی رُو سے روک نہیں سکتے تھے' لیکن آپ کافر نظامِ حکومت کے اعلی منصب پر فائز رہتے ہوئے بھی رعایا کے درمیان انصاف کرتے رہے اور انہیں توحید کی دعوت دیتے رہے۔

اس میں ان لوگوں کی زبردست تردید ہے جو عقیدہ ءتوحید کو ہیچ سمجھتے ہوئے شرک اور مشرکین سے تال

میل رکھتے اور محبّت کی پینگیں بڑھاتے ہیں' توحید کے مبلّغین اور شرک کے دشمنوں کو نظرِ حقارت سے دیکھتے اور توحید کے مبلّغین کے معیار پر اترنے سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں' دراصل یہ لوگ سیاسی مکار ہیں جن کے دل اور کانوں پر توحید کی بات بڑی ہی گراں گذرتی ہے' افسوس تو اس پر ہوتا ہے کہ ایسے سیاسی مبلّغین برخود غلط اس خوش گمانی میں مبتلا ہیں کہ وہ میدانِ دعوت کے بہت بڑے مجاہد اور پہلوان ہیں' کیا ایسے افراد اور جماعتیں کامیاب ہوسکتی ہیں جن کا موقف پیغمبروں کی دعوت کے تعلق سے اس قدر گھٹیا ہو؟؟؟؟

ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی جناب میں سچّی توبہ کریں۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قوی اور امین کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔ آپ کی دعوت بھی توحید پر ہی مرکوز تھی اور اپنے دامن میں ہدایت اور حکمت کی انوار اور تجلّیات سمیٹے ہوئی تھی' آپ نے دنیا کے سب سے بڑے طاغوت اور متکبر حکمران فرعون کے گھر میں پرورش پائی' کفر وطغیان اور ظلم واستبداد کے وہ نمونے دیکھے جن کے تصوّر سے ہی رونگٹھے کھڑے ہوجاتے ہیں' آپ نے اپنی قوم بنی اسرائیل پر ذلت ونکبت' ظلم وستم' بچوں کے قتل اور عورتوں کی درماندگی کے وہ مناظر دیکھے جنہیں آج تک دنیائے انسانیت نے نہیں دیکھا تھا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَائَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَائَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ (قصص/۴)

ترجمہ: بے شک فرعون نے زمین پر سرکشی کر رکھی تھی اور وہاں کے لوگوں کے گروہ بنا رکھے تھے' ان میں سے ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا' انکے لڑکوں کو ذبح کر دیتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا' بے شک وہ مفسدوں میں سے تھا۔

بے شک قوم فرعون مشرک و بت پرست تھی' کیا موسیٰ علیہ السلام نے اس قوم کے عقیدے کی اصلاح سے اپنی دعوت کا آغاز کیا یا بنو اسرائیل کے حقوق کے مطالبے' اسلامی سلطنت کے قیام کی جدوجہد ظالموں اور سرکشوں سے حکومت کی باگ وڈور چھین لینے اور بالخصوص فرعون جیسے ناسمجھ اور سرکش کے خلاف میدانِ کارزار میں قدم رکھنے کے اعلان سے اپنی دعوت کا آغاز کیا؟ جواب یہی ہے کہ آپ کی دعوت بھی اپنے پیش روانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کی طرح تھی' آپ کے رب نے آپ کو توحید کی تلقین اور اپنی رسالت کے لئے چن لیا تھا۔ ارشادِ باری ہے: ﴿وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ☆فَقَالَ لِاَهْلِهِ

امْكُثُوٓا اِنِّیٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَی النَّارِ هُدًی☆فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی ☆اِنِّیٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۔ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی☆وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی ☆اِنَّنِیٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ﴾ ''کیا تمہیں موسیٰ (علیہ السلام) کا قصہ معلوم ہے جب اس نے ایک آگ دیکھی اور اپنے گھر والوں سے کہا: ذرا ٹھہرو! مجھے آگ دکھائی دے رہی ہے شاید کہ میں تمہارے لئے کوئی انگارہ لے آؤں یا آگ کے پاس راستے کی اطلاع پاؤں، جب وہاں پہنچا تو پکارا گیا: اے موسیٰ! میں ہی تیرا رب ہوں، اپنی جوتیاں اُتار دے، میں نے تجھے چن لیا ہے اب تیری طرف جو کچھ وحی کی جائے اسے بغور سن، بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میری ہی عبادت کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم کر، یقیناً قیامت آنے والی ہے، جسے میں پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں، تا کہ ہر شخص اپنی کوشش کے مطابق بدلہ پائے۔ (طٰہٰ:۹/۱۴)

آپ کو رسالت کے آغاز ہی میں عقیدہ توحید بتلایا گیا اور شخصی طور پر آپ کو مکلف کیا گیا کہ اسے حرزِ جان بنالیں، پھر آپ کو حکم ہوا کہ اسی دعوت کو لے کر فرعون کے پاس جائیں، ساتھ ہی اللہ نے آپ کو دعوت کا حکمت بھرا اُسلوب بھی بتایا جس سے آپ نے فرعون کا سامنا کیا۔ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

﴿اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ☆ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓی اَنْ تَزَكّٰی ☆ وَاَهْدِیَكَ اِلٰی رَبِّكَ فَتَخْشٰی﴾ ترجمہ: تم فرعون کے پاس جاؤ اس نے سرکشی اختیار کر رکھی ہے اور اس سے کہو کہ کیا تو اپنی درستگی اور اصلاح چاہتا ہے؟ اور میں تیرے رب کی طرف تیری رہنمائی کروں تا کہ تیرے اندر اس کا خوف پیدا ہو۔ (النازعات :۱۷/۱۹)

پھر آپ کے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو نبوت عطا کر کے آپ کے ہاتھوں کو مضبوط کیا گیا تا کہ اچھی طرح حجت قائم کی جا سکے، پھر دونوں کو دعوت الی اللہ میں نرمی کی تعلیم دی گئی کیونکہ یہ اس شخص کی ہدایت کا اقرب ترین وسیلہ ہے جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے۔ ارشاد ہے: ﴿اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ☆ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی ﴾ (طٰہٰ:۴۳/۴۴) ترجمہ: تم دونوں فرعون

کے پاس جاؤ اس نے بڑی سرکشی کی ہے' اسے نرمی سے سمجھاؤ شاید کہ وہ سمجھ لے یا ڈر جائے۔
آپ دونوں نے اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے' فرعون کی ہدایت اور توبہ کی امید کرتے ہوئے اس کو اللہ کی طرف بلایا تا کہ وہ اللہ سے ڈر جائے اور ظلم وشرک کے بھیانک انجام سے بچ جائے' لیکن فرعون نے آپ دونوں کی نرم اور حکمت سے بھر پور دعوت کو رد کر دیا' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نبی ہونے کی بڑی بڑی نشانیاں پیش کیں، لیکن اس سرکش کی سرکشی اور تکذیب زیادہ ہی ہوتی چلی گئی۔ قرآن کہتا ہے: ﴿فَكَذَّبَ وَعَصٰى ☆ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ☆ فَحَشَرَ فَنَادٰى ☆ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ☆ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى﴾ (النازعات:۲۱/۲۵)
ترجمہ: پھر اس نے جھٹلایا اور نہ مانا' پھر چالبازیاں کرنے کے لئے پلٹا' پھر سب کو جمع کر کے پکار کر کہا: میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں' پھر اللہ نے اسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔

فرعونی ظلم کے مقابل حضرت موسیٰؑ کا موقف

ارشادِ باری ہے: ﴿وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ﴾ (الأعراف / ۱۲۷) ترجمہ: قومِ فرعون کے سرداروں نے کہا: کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو یونہی چھوڑ دے گا کہ وہ زمین میں فساد مچاتے پھریں اور تجھ کو اور تیرے معبودوں کو چھوڑ رکھیں؟ (فرعون نے) کہا: ہم ان کے بیٹوں کو قتل کرائیں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیں گے، ہم کو ان پر ہر طرح کا زور حاصل ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کا ان مجرمین کی نظر میں گناہ کیا تھا؟ یہی کہ آپ اللہ کی توحید کے داعی، فرعون اور اس کی بندگی کے منکر تھے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا موقف ان انسانیت سوز اور درندگیت و بربریت سے بھرپور سزاؤں کے مقابل کیا تھا؟ بس یہی کہ عقیدۂ توحید پر قائم رہا جائے صبرِ جمیل سے کام لیا جائے اور ان مصائب کے مقابلے کے لئے اللہ سے مدد طلب کی جائے پھر اس صبر اور ثابت قدمی کے نتیجے میں اللہ کی نصرت کے میٹھے پھل کا انتظار کیا جائے۔ ﴿وَقَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (الاعراف / ۱۲۸)

ترجمہ: موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو، زمین اللہ کی ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو وہ چاہتا ہے مالک بنادیتا ہے اور آخری کامیابی انہیں کی ہوتی ہے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔

جب فرعون اور اس کی قوم کے ایمان لانے کی کوئی امید باقی نہیں رہی بلکہ بنو اسرائیل پر اور مصائب بڑھادی گئیں ایسے عالم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے صرف یہی ایک مطالبہ کیا کہ وہ بنو اسرائیل کو مصر سے نکلنے اور ہجرت کرنے کی اجازت دے، تاکہ وہ اس کے ظلم سے بچنے کے لئے جہاں

اللہ چاہے وہاں چلے جائیں۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ فَأْتِيَاهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴾ (طٰہٰ:۴۷)

ترجمہ: تم دونوں اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم دونوں تیرے رب کے پیغمبر ہیں، تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کے لئے چھوڑ دے اور انہیں سزائیں نہ دے، ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں اور سلامتی ہے اس کے لئے جو ہدایت کی پیروی کرے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت، توحیدِ ربّانی کی روشن مثال ہے جو نور اور حکمت سے بھری ہوئی ہے، جس میں مدعوئین کی ہدایت اور ان کے گناہوں سے پاک ہونے کی شدید تمنا ہے، اس میں مصائب کو برداشت کرنے اور ظلم وتعدّی اور مشکلات کا صبر وحکمت سے مقابلہ کرنے کا عزم ہے، اللہ تعالی سے مومنوں کی مدد اور ظالموں کی ہلاکت کی پُر زور امید ہے اور ساتھ ہی ان مبلّغین کے لئے اچھے انجام کی خوش خبری بھی ہے جو اپنی دعوت سے اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور انسانوں کی اصلاح کر کے انہیں اللہ سے جوڑتے اور صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

حضرت محمد ﷺ

آپ سیّد الأوّلین والآخرین، شفیع المذنبین، خاتم المرسلین، رحمۃ للعالمین اور حبیب ربّ العالمین ہیں، آپ تمام شریعتوں میں سب سے افضل واکمل شریعت کے مالک ہیں آپ کو اللہ تعالی نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، بشیر ونذیر اور سراجِ منیر بنا کر روانہ کیا، آپ نے کوئی ایسی بھلائی نہ چھوڑی جو امّت کو نہ بتلائی ہو اور نہ کوئی ایسی برائی چھوڑی جس سے امت کو نہ ڈرایا ہو، اس عظیم پیغمبر نے اپنی دعوت کا آغاز کہاں سے کیا؟

آپ علیہ السلام نے بھی اپنی دعوت کا آغاز وہیں سے کیا جہاں سے تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی دعوت کی ابتداء کی تھی، یعنی عقیدہ توحید، اللہ کی خالص بندگی اور لا الہ إلاّ اللّٰہ کی دعوت، کیا آپ ﷺ یا کسی اور پیغمبر کے تعلق سے یہ تصور بھی کیا جاسکتا ہے کہ وہ اصولِ رسالت کی اصلِ عظیم سے ہٹ کر کسی دوسری چیز سے اپنی دعوت کا آغاز کریں گے؟ رسول اللہ ﷺ کی پہلی آواز جو آپ کی قوم کے کانوں سے ٹکرائی وہ تھی "قولوا لا الہ الاّ اللّٰہ" کہہ دو! اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، یہ سنتے ہی متکبّرین چیخ پڑے ﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ☆وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ﴾ (ص:۵/۶) کیا اس نے سارے معبودوں کی جگہ بس ایک معبود بناڈالا، واقعی یہ تعجب انگیز بات ہے، ان کے سردار یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ چلتے بنو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو، یقیناً اس بات میں کوئی غرض شامل ہے۔

آپ اسی دعوت پر مکّی زندگی پر محیط تیرہ سال برابر محنت کرتے رہے، قسم ہا قسم کے مصائب جھیلنے کے باوجود نہ کبھی تھکتے اور نہ کبھی بیزار ہوتے، آپ پر باقی چار اسلام کے ارکان میں سے کوئی رکن بھی فرض نہیں کیا گیا، نماز دسویں سال فرض ہوئی، بس چند اخلاقی احکام تھے جن کا آپ اپنی قوم کو حکم دیتے تھے،

جیسے صلہ رحمی، پاک دامنی، سچائی وغیرہ، لیکن دعوت کا محور، مشرکین سے اصل اختلاف کا موضوع یہی اصل عظیم یعنی عقیدہ توحید تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسی اصلِ عظیم کو قائم کرنے کا آپ کو حکم دیا تھا۔ فرمانِ باری ہے: ﴿ اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّيْنَ ☆اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ط وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَآءَ م مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ط اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَاهُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ﴾ (زمر:۲/۳)

ترجمہ: ہم نے اس کتاب کو تمہاری طرف برحق نازل کیا ہے، لہٰذا تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو دین کو اسی کے لئے خاص کرتے ہوئے، خبردار! دین خالص اللہ ہی کا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا سرپرست بنا رکھے ہیں (اور یہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں گے اور اللہ خود ان تمام باتوں کا فیصلہ کرے گا جس کے بارے میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں اور اللہ اس شخص کو راہِ راست نہیں دکھاتا جو جھوٹا اور منکرِ حق ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّيْنَ ☆وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ☆قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ☆قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِيْنِيْ﴾ (زمر/۱۱،۱۴)

ترجمہ: (اے نبی ان سے) کہہ دو کہ: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں صرف اللہ کی ہی عبادت کروں دین کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا فرمانبردار بن جاؤں، کہہ دو مجھے تو اپنے رب کی نافرمانی کرتے ہوئے بڑے دن کے عذاب کا خوف لگتا ہے، کہہ دو کہ: میں تو اللہ کی ہی عبادت کروں گا اس کے لئے میرے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

پھر ارشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ☆لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾

ترجمہ: کہہ دو: میری نماز میری تمام عبادتیں میری زندگی اور میری موت خالص اللہ کے لئے ہے،

سارے جہانوں کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھ کو اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سرِ اطاعت خم کرنے والوں میں سب سے پہلا ہوں۔ (الأنعام: ۱۶۲/۱۶۳)۔

ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دعوت کو ساری انسانیت تک پہنچانے اور اسے سچا تسلیم کرانے اور اس پر عمل کرانے کا حکم دیا۔ ارشادِ باری ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ☆الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَاءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ ج فَلَاتَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (بقرۃ: ۲۱/۲۲)۔

ترجمہ: اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم (اس کے عذاب سے) بچ سکو، جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی، (خبردار) جانتے بوجھتے اللہ کا مدِّ مقابل نہ ٹھیراؤ۔

پھر ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ج لَآاِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (بقرۃ: ۱۶۳) تم سب کا ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ بہت رحم کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

نیز فرماتا ہے: ﴿قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا نِ الَّذِیْ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ص فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ (الأعراف: ۱۵۸)۔

ترجمہ: کہہ دو: اے لوگو! میں تم تمام کی طرف اُس اللہ کا پیغمبر ہوں جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، اللہ پر ایمان لے آؤ اور اس کے بھیجے ہوئے نبی اُمّی پر جو کہ اللہ پر اور اس کے احکام پر یقین رکھتا ہے اور اس کی اتباع کرو تاکہ تم راہِ راست پر آ جاؤ۔

اس موضوع پر کئی آیات ہیں جن میں سے چند ہم نے اس لئے پیش کیا تاکہ توحید کی دعوت کے تعلق سے

محمدﷺ کا منہج واضح ہو سکے،اگر احادیث پر نظر ڈالی جائے تو بے شمار احادیث سے یہ ثابت ہوگا کہ آپ ﷺ کی دعوت کا آغاز بھی توحید سے ہوا اور اختتام بھی توحید پر ہوا' اور آپ ﷺ زندگی بھر اسی پر قائم رہے۔

(۱) عن عمرو بن عبسة السلمي . رضي الله عنه قال كنت أنا في الجاهلية أظن أن الناس على ضلالة وأنهم ليسوا على شيء وهم يعبدون الأوثان فسمعت برجل بمكة يخبر أخبارا فقعدت على راحلتي فقدمت عليه فإذا رسول الله صلى الله عليه وسلم مستخفيا جرئ عليه قومه فتلطفت حتى دخلت عليه بمكة فقلت له ما أنت ؟ قال:" أنا نبي" فقلت :وما نبي ؟ قال:" أرسلني الله " فقلت: وبأي شيئ ارسلك ؟ قال: " أرسلني بصلة الأرحام وكسر الأوثان وأن يوحّد الله لا يشرك به شيئا" فقلت: ومن معك على هذا؟قال:"حر وعبد" قال : ومعه يومئذ أبوبكر وبلال ممن آمن به ...)) (مسلم: ۱/۵۶۹'كتاب صلوة المسافرين 'باب اسلام عمرو بن عبسة 'حديث ۲۹۴'مسند احمد :۴/۱۱۲)

(۱) حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں زمانہء جاہلیت میں لوگوں کو گمراہ تصور کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ وہ کسی حقیقت پر نہیں ہیں اور لوگ بتوں کی پرستش کرتے تھے' میں نے مکّہ کے ایک آدمی کے متعلق سنا کہ وہ مختلف خبریں دیتا ہے' میں سوار ہو کر مکّہ آیا' اس وقت محمدﷺ چھپ چھپ کر دین کی دعوت دے رہے تھے اور آپ کی قوم آپ پر جری ہو گئی تھی' میں چھپ کر آپ کے متعلق معلومات حاصل کرتا رہا' یہاں تک کہ آپ کے پاس پہنچ گیا' میں نے آپ سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ نے جواب دیا: میں اللہ کا نبی ہوں' میں نے کہا: نبی کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: اللہ نے مجھے اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے سوال کیا: کن چیزوں کا حکم دے کر بھیجا ہے؟ فرمایا: مجھے صلہ رحمی' بتوں کو توڑنے' اللہ کی توحید اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے کا حکم دے کر بھیجا ہے۔ میں نے کہا: اس دعوت میں آپ کے ساتھ کون ہیں؟

جواب دیا: آزاد بھی اور غلام بھی ۔ کہتے ہیں کہ اس وقت آپ پر ایمان لانے والوں میں حضرت ابوبکر صدّیق اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہما شامل تھے۔

(۲) ولما وفد عمرو بن العاص وعبد الله بن ربيعة المخزومى كلما النجاشى ملک الحبشة فقالا له يغريانه باالمسلمين المهاجرين إلى الحبشة .

"أيها الملک! إنه قد صبأ إلى بلدک منا غلمان سفهاء فارقوا قومهم ولم يدخلوا فى دينک وجاؤا بدين مبتدع لا نعرفه نحن ولا أنت ......" فسألهم النجاشى فقال: ما هذا الدين الذى فارقتم فيه قومكم ولم تدخلوا دينى ولم تدخلوا دين أحد من هذه الأمم ؟؟ فكان الذى كلمه جعفر بن أبى طالب فقال له:

" أيها الملک كنا قوما أهل جاهلية نعبد الأصنام ونأكل الميتة ونأتى الفواحش ونقطع الأرحام ونسيئ الجوارى يأكل منا القوى الضعيف فكنا على ذلک حتّى بعث الله إلينا رسولا منا نعرف نسبه وصدقه وأمانته وعفافه فدعانا إلى الله لنوحده ونعبده ونخلع ما كنا نحن نعبد وآبائنا من دونه من الحجارة والأوثان وأمرنا بصدق الحديث وأداء الأمانة وصلة الرحم وحسن الجوار والكف عن المحارم والدماء ونهانا عن الفواحش وقول الزور وأكل مال اليتيم وقذف المحصنة ؛ وأمرنا أن نعبد الله وحده لانشرک به شيئا. . قال فعدد عليه أمور الإسلام ......فصدّقناه وآمنّا به واتّبعناه على ما جاء نا به فعبدنا الله وحده ولم نشرک به شيئا وحرّمنا ما حرّم علينا وأحللنا ما أحلّ لنا فعدا علينا قومنا فعذّبونا وفتنونا عن ديننا ليردّونا إلى عبادة الأوثان وأن نستحلّ ما كنا نستحلّ من الخبائث فلما قهرونا وظلمونا وشقوا علينا وحلّوا بيننا وبين ديننا خرجنا إلى بلدک واخترناک على من سواک ورغبنا فى جوارک ورجونا أن لا نظلم عندک "

(۲) جس وقت عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ المخزومی مشرکینِ مکہ کی جانب سے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے دربار میں پہنچے اور انہوں نے نجاشی کو ان مسلمانوں کے خلاف اُکساتے ہوئے کہا تھا جو مکہ والوں کے ظلم وستم سے تنگ آ کر حبشہ میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے تھے:

''اے بادشاہ! آپ کے ملک میں کچھ ناسمجھ نوجوان بھاگ کر آئے ہیں' انہوں نے اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا ہے' لیکن آپ کے بھی دین میں داخل نہیں ہوئے' بلکہ ایک نیا دین ایجاد کیا ہے جسے نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ' نجاشی نے مسلمانوں سے سوال کیا کہ: وہ کونسا دین ہے جس کے لئے تم نے اپنی قوم کو چھوڑا' نہ میرے دین میں داخل ہوئے اور نہ ہی دوسری قوموں کے دین میں؟ مسلمانوں کے ترجمان حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا:

'اے بادشاہ! ہم ایسی قوم تھے جو جاہلیت میں مبتلا تھی' ہم بتوں کو پوجتے' مُردار کھاتے' بدکاریاں کرتے' قرابت داروں سے تعلق توڑتے اور ہمسایوں سے بدسلوکی کرتے تھے اور ہم میں سے طاقت ور کمزور کو کھا جاتا تھا' ہم ایسی حالت میں تھے کہ اللہ نے ہم میں سے ایک رسول بھیجا' جس کی اعلیٰ نسبی' سچائی' امانت داری اور پاک دامنی سے ہم اچھی طرح واقف تھے' اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا اور سمجھایا کہ ہم صرف ایک اللہ کو مانیں اور اسی کی عبادت کریں اور اس کے علاوہ جن پتھروں اور بتوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں' اس نے ہمیں سچ بولنے امانت ادا کرنے' قرابت جوڑنے' پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے اور حرام کاری وخونریزی سے باز رہنے کا حکم دیا اور فواحش میں ملوث ہونے' جھوٹ بولنے یتیم کا مال کھانے اور پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے سے منع کیا' اس نے ہمیں یہ بھی حکم دیا کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں' اس نے ہمیں نماز' روزہ اور زکوۃ کا حکم دیا'' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کے احکام گنائے' پھر کہا: ''ہم نے اس پیغمبر کو سچا مانا' اس پر ایمان لائے اور اس کے لائے ہوئے دین کی پیروی کی' چنانچہ ہم نے صرف اللہ کی عبادت کی اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا اور جن باتوں کو اس پیغمبر نے حرام بتایا انہیں حرام مانا اور جن کو حلال بتایا انہیں

حلال جانا' اس پر ہماری قوم ہم سے بگڑ گئی' اس نے ہم پر ظلم وستم کیا اور ہمیں ہمارے دین سے پھیر نے کے لئے آزمائشوں اور سزاؤں سے دوچار کیا' تا کہ ہم اللہ کی عبادت چھوڑ کر بت پرستی کی طرف پلٹ جائیں اور جن گندی چیزوں کو ہم حرام سمجھتے ہیں انہیں پھر حلال سمجھنے لگیں' جب انہوں نے ہم پر بہت قہر وظلم کیا' زمین تنگ کر دی اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان روک بن کر کھڑے ہو گئے' تو ہم نے آپ کے ملک کی راہ لی اور دوسروں پر آپ کو ترجیح دیتے ہوئے آپ کی پناہ میں رہنا پسند کیا' اس امید سے کہ اے بادشاہ آپ کے پاس ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔" (مسند احمد ۱/۲۰۲)

(۳) ہرقل (روم کے بادشاہ) نے صلح حُدیبیہ کے وقفے میں اللہ کے رسول ﷺ کا حال ابوسفیان سے پوچھا: ما یأمرکم ؟وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟ ابوسفیان نے جواب دیتے ہوئے کہا تھا:" **يقول أعبدو الله وحده ولاتشركوا به شيئاً واتركوا ما يقول آباؤكم 'ويأمر بالصلاة والصدق والعفاف والصلة** " (بخاری :کتاب بدء الوحی 'حدیث ۲) وہ کہتے ہیں:" کہ صرف اللہ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ' تمہارے باپ دادا جو کچھ کہتے ہیں اس کو چھوڑ دو' اور وہ ہمیں نماز' سچائی' پرہیز گاری' پاک دامنی اور قرابت داروں کے ساتھ حُسن سلوک کا حکم دیتے ہیں۔"

یہ تمام احادیث ہم پر آپ ﷺ کی مکی ومدنی زندگی کی دعوت کو واضح کرتی ہیں۔

عقیدہ توحید کی وجہ سے صحابہ پر مصائب

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عقیدہ توحید' ایک اللہ کی عبادت کو مضبوطی سے تھام لینے اور شرک وکفر کے انکار کی وجہ سے بے پناہ مصائب کا شکار ہونا پڑا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں: ''سب سے پہلے سات اشخاص نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا'۱) محمد ﷺ ۲) ابوبکر ۳) عمار ۴) سُمیہ (عمار کی والدہ محترمہ) ۵) صُہیب ۶) بلال ۷) مقداد رضی اللہ عنہم اجمعین۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا ابوطالب کی وجہ سے محفوظ رکھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے کی وجہ سے محفوظ ہو گئے' باقی تمام کو مشرکین چلچلاتی دُھوپ میں لوہے کی زرہیں پہنا کر ڈال دیتے' ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جس نے مشرکین کا کہا نہ مانا ہو سوائے بلال رضی اللہ عنہ کے' ان کی جان اللہ کے لئے ان پر ذلیل کر دی گئی اور وہ اپنی قوم میں ذلیل کئے گئے' ان کی گردن میں رسّی ڈال کر لڑکوں کے حوالے کر دیا جاتا' وہ ان کو مکہ کے گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرتے اور وہ برابر کہتے رہتے ''أحد' أحد '' یعنی اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے۔(مستدرك حاكم: ۲٤۸/۳۔سیر اعلام النبلاء للذهبی: ۳٤۸/۱۔الإستيعاب لابن عبدالبر: ۱٤٥/۱'۱٤٦۔حلية الأولياء للأصفهاني: ۱٤۹/۱)

سیرت ابنِ ہشام میں ہے کہ اُمیّہ بن خلف گرمی کے دنوں میں سخت دھوپ کے وقت حضرت بلال کو تپتے ہوئے میدان میں پیٹھ کے بل گرا دیتا' پھر ایک بھاری چٹان آپ کے سینے پر رکھ دیتا اور کہتا: اللہ کی قسم! تجھے یا تو اسی طرح مرنا ہوگا یا محمد کا انکار کر کے لات وعُزّیٰ کی عبادت کرنی ہوگی' اس مصیبت کے عالم میں بھی آپ کی زبان سے ''أحد' أحد '' نکلتا رہتا' یعنی اللہ ایک ہے' اللہ ایک ہے۔(سیرت ابن ہشام ۳۱۸/۱)۔

حضرت سُمیہ رضی اللہ عنہا کو عقیدہ توحید کے اقرار کی وجہ سے زندگی کی آخری ہچکی تک سزا دی گئی'

کیا یہ تکالیف آپ کو اس لئے دی گئیں کہ آپ سیاسی لیڈر تھیں؟

مجاھدؒ کہتے ہیں: اسلام میں سب سے پہلے شہید ہونے والی حضرت عمار بن یاسر کی والدہ حضرت سُمیّہ رضی اللہ تعالی عنہا ہیں، ابوجہل نے ان کی شرم گاہ میں نیزہ مار کر انہیں شہید کر دیا۔ ابن سعدؒ کہتے ہیں: وہ مکہ میں پہلے پہل ایمان لانے والوں میں سے ایک تھیں اور ان لوگوں میں سے ایک تھیں جنہیں اللہ کے لئے ایذائیں دی گئیں تا کہ وہ اسلام سے برگشتہ ہو جائیں، لیکن آپ نے نہایت صبر سے ان سزاؤں کا سامنا کیا، یہاں تک کہ ایک دن ابوجہل ان پر سے گذرا اور نیزہ اٹھا کر ان کی شرم گاہ میں مارا اور آپ وہیں تڑپ تڑپ کر مر گئیں۔

مدنی دور میں توحید کا اہتمام

رسولِ اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے مدینہ ہجرت کرنے اور انصار ومہاجرین کے کندھوں پر اسلامی ریاست کے قائم ہونے کے بعد بھی توحید کا اہتمام پہلے سے کہیں زیادہ ہوگیا، توحید کی اہمیت پر قرآنی آیتیں مسلسل نازل ہوتی رہیں اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اسی مرکز ومحور پر گردش کرتی رہیں۔

ا۔توحید کے اس قدر اہتمام کے باوجود آپ ﷺ گاہے بگاہے جب بھی فرصت پاتے تو جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے توحید کی بیعت لیتے تھے۔ارشادِ ربانی ہے:

﴿یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (ممتحنہ/۱۲)

ترجمہ :اے نبی! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ان باتوں پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا کاری نہ کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جسے خود اپنے ہاتھ پیر کے آگے سے گھڑا ہو اور کسی نیک کام میں آپ کی حکم عدولی نہیں کریں گی تو آپ ان سے بیعت لیا کریں اور ان کے لئے بخشش طلب کریں، بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

یہ آیتیں اگر چہ کہ عورتوں کی بیعت سے متعلق ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ انہی باتوں پر مردوں سے بھی بیعت لیا کرتے تھے:

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مجلس میں صحابہ کرام سے کہا

:''مجھ سے بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے' چوری اور زنا کاری نہیں کرو گے' اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے (سورہ ممتحنہ کی آیت إذا جاء ك ا لمؤ منات میں عورتوں سے جن جن باتوں پر بیعت لینے کا حکم دیا گیا تھا آپ نے مردوں سے انہیں باتوں پر بیعت لی) پھر فرمایا: جس نے اس بیعت کو پورا کیا اس کا ثواب اللہ پر ہے' جو ان گناہوں کا مرتکب ہوا اور دنیا میں ہی سزا دیا گیا یہ سزا اس کے لئے کفارہ بن جائے گی اور جو ان کبائر کا مرتکب ہوا اور اللہ نے اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دیا' اس کا معاملہ آخرت میں اللہ کے ہاتھ میں ہے' چاہے تو اس کو بخشے یا عذاب دے۔'' (بخاری : کتاب الإیمان ' باب ۱۱ حدیث ۱۸ 'کتاب مناقب الأنصار 'باب وفود الأنصار 'حدیث ۳۸۹۲ .مسلم: حدیث ۴۴۶۱ .نسائی : ۱۲۸/۷)

امام ابن کثیرؒ نے کئی ایسی احادیث ذکر کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اس آیت کے مضمون کی بیعت عورتوں سے لیا کرتے تھے' اس سلسلے میں آپ نے حضرت عائشہ' اُمیمہ بنت رقیقہ' اُمّ عطیہ' سلمی بنت قیس (جو رسول ﷺ کی خالہ تھیں) رائطہ بنت سفیان الخزاعیہ رضی اللہ عنھن کی روایات کو ذکر کر کے فرمایا کہ آپ ﷺ عورتوں سے ان باتوں کی پابندی کی بیعت لیتے تھے' پھر آپ نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت اور دیگر احادیث کو بیان کیا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ معاملہ صرف عورتوں کے لئے ہی مخصوص نہیں بلکہ آپ ﷺ انہیں باتوں پر مردوں سے بھی بیعت لیا کرتے تھے' جیسا کہ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث سے ظاہر ہے' اسی طرح کی ایک حدیث حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

وعن عوف بن مالک الأشجعی .رضی اللہ عنه. قال: کنا عند رسول اللہ ﷺ' تسعة أو ثمانية أو سبعة 'فقال :ألا تبایعون رسول اللہ؟ فقلنا قد بایعناک یارسول اللہ! ثمّ قال ألا تبایعون رسول اللہ؟ قال :فبسطنا أيدينا وقلنا :قد بایعناک یا رسول اللہ' فعلام نبایعک ؟ قال:''علی أن تعبدوا اللہ ولا تشرکوا به شیئا' والصلوة الخمس 'وتطیعوا

(وأسرّ كلمة خفية)ولاتسألوا الناس شيئا"فلقد رأيت بعض أولئک النفر يسقط سوط أحدهم فما يسأل أحدا يناوله إياه .

حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نو آٹھ یا سات آدمی اللہ کے رسول ﷺ کی مجلس مبارک میں تھے' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم رسول اللہ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرو گے؟ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم تو بیعت کر چکے ہیں' پھر آپ نے فرمایا: اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرو گے؟ ہم نے اپنے ہاتھ بڑھادئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم آپ سے بیعت کر چکے ہیں تو پھر کس چیز پر بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا: ''اس بات پر اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرو گے' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے' پانچ وقت کے نماز ادا کرو گے اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرو گے اور ایک بات آپ نے نہایت آہستگی سے ارشاد فرمایا: ''اور لوگوں کے آگے کبھی دست سوال دراز نہیں کرو گے'' راوی کہتے ہیں: میں نے ان صحابہ میں سے بعض کو دیکھا ہے اگر ان کا چابک بھی زمین پر گر جاتا تو کسی کو اٹھا کر دینے کے لئے نہیں کہتے تھے ۔(مسلم :كتاب الزكوة ' باب المسئالة للناس حديث ١٨ .ابوداؤد :كتاب الزكوة 'باب كراهية المسئلة 'حديث ١٦٤٢ .احمد: ١٨٦/١ .ابن ماجه :كتاب الجهاد 'باب البيعة' حديث ٢٨٦٧ .نسائي : ١٨٦/١)

۲) آپ ﷺ اپنے مبلّغوں' معلّموں' قاضیوں اور گورنروں کو مختلف ممالک کے بادشاہوں کے پاس توحید کی دعوت دے کر بھیجتے تھے:

رسول اکرم ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے کسریٰ' قیصر' نجاشی اور ہر متسلط حکمران کو اللہ کی طرف بلایا' یہاں نجاشی سے مراد وہ نجاشی (حضرت اصحمہ رضی اللہ عنہ) نہیں جن کی نمازِ جنازہ غائبانہ آپ علیہ السلام نے ادا کی تھی ۔(مسلم :كتاب الجهاد 'باب كتب النبي الى ملوك الكفار يدعوهم الى الله'حديث ٧٥ .ترمذي : كتاب الإستيذان'باب في مكاتبة المشركين 'حديث ٢٧١٦ مسند احمد :٣٣٦/٣)

آپ ﷺ نے قیصر کی جانب جو خط روانہ کیا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کے ذریعے آپ ﷺ کا مقصد توحید کی دعوت دینی تھی، جو مندرجہ ذیل الفاظ پر مشتمل تھا:

''اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے، اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (ﷺ) کی جانب سے شاہِ روم ہرقل کی طرف، سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی، میں تجھے اسلام کے منشور کی طرف بلاتا ہوں، اسلام لائے گا تو سلامتی میں رہے گا، اللہ تجھے دوہرا ثواب عطا کرے گا، اگر تو نے اعراض کیا تو تجھ پر تیری رعایا کا بھی گناہ ہوگا، اے اہلِ کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آ ؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور کو نہ پوجیں، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور اللہ کے سوا کوئی کسی کو رب نہ بنائے، پھر یہ لوگ اگر رُخ پھیر لیں تو کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔'' (بخاری: کتاب بدء الوحی، باب ۷، حدیث ٦. مسند احمد: ۱/۲٦۲).

جس وقت یہ خط ہرقل کے پاس پہنچا، اس نے قریش کے قافلے سے ابوسفیان بن حرب (جو اس وقت کافر تھے) کو بلا بھیجا، وہ اس مدّت میں تجارت کے لئے ملک شام آئے ہوئے تھے جس میں کہ آپ ﷺ نے قریش سے حُدیبیہ کے مقام پر دس سال کے لئے صُلح کی تھی، وہ ایلیاء (یروشلم) میں قیصر کے پاس لائے گئے، اس نے آپ ﷺ کے تعلق سے ابوسفیان سے کئی سوالات کئے، جن میں سے ایک سوال یہ بھی تھا، یہ پیغمبر تمہیں کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟ ابوسفیان نے کہا: وہ کہتے ہیں: ''صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، تمہارے باپ دادا جو کچھ کہتے تھے اسے چھوڑ دو، وہ ہمیں نماز، سچّائی پرہیزگاری، پاک دامنی اور قرابت داروں کے ساتھ حُسنِ سُلوک کا حکم دیتے ہیں۔''

۳) آپ اپنی فوج کو کلمہء توحید کی بلندی کے لئے جہاد کرنے کا حکم دیتے، کیونکہ جو شخص اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو ایسے شخص کا جہاد ہی جہاد فی سبیل اللہ ہے، آپ علیہ السلام اپنے کمانڈروں کو جنگ شروع کرنے سے پہلے توحید کی دعوت دینے کا حکم دیتے:

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: جب بھی رسول اللہ ﷺ کسی سریّہ یا فوج کو

روانہ کرتے تو اس کے کمانڈر کو اپنے اور اپنے مسلمان ساتھیوں کے متعلق اللہ سے ڈرنے اور بھلائی اختیار کرنے کی تاکید کرتے اور فرماتے تھے:

''جب تم مشرکین کا سامنا کرو تو انہیں تین باتوں کی دعوت دو اگر ان تین میں سے کسی ایک کو مان لیں تو ان کے اس مان لینے کو قبول کرو اور ان کے ساتھ جنگ سے رُک جاؤ' اُنہیں اسلام کی طرف بلاؤ' اگر وہ مان لیں تو ان کا ایمان قبول کرلو اور ان سے جنگ کرنے سے رُک جاؤ' پھر انہیں اپنے مقام سے دار المھاجرین (مدینہ منورہ) منتقل ہو جانے کی دعوت دو' اگر وہ دعوت اسلام کو انکار کردیں ان سے جزیہ مانگو اگر وہ اس کو مان لیں تو تم بھی اس کو مان لو اور ان سے رُک جاؤ' اگر وہ اس کا بھی انکار کردیں تو پھر اللہ سے مدد طلب کر کے ان سے جنگ کرو' اگر تم نے کسی قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور وہ لوگ تم سے یہ مطالبہ کریں کہ وہ اللہ کے فیصلہ پر ہتھیار ڈالیں گے تو تم اسے نہ مانو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اللہ ان کے متعلق کیا فیصلہ فرمائے گا' بلکہ انہیں اپنے فیصلہ پر ہتھیار ڈالنے کے لئے کہو' اس کے بعد ان کے تعلق سے جو فیصلہ تم کرنا چاہو کرو۔'' (مسلم: کتاب الجهاد 'باب تأمير الإمام على البعوث 'حديث ٣. ابو داؤد: كتاب الجهاد 'باب في دعاء المشركين 'حديث ٢٦١٢. ترمذی: کتاب السير 'باب وضع النبي ﷺ في القتال' حديث ١٦١٧ ا ابن ماجه: حديث ٢٨٥٨).

رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر' قاضی اور معلّم بنا کر بھیجا اور یہ نصیحت فرمائی: ''تم اہلِ کتاب کے پاس جا رہے ہو' انہیں سب سے پہلے لا اله إلّا اللّٰہ کی گواہی دینے کی طرف بلاؤ۔ دوسری روایت میں ہے: انہیں اللہ کی توحید اور میری رسالت کی طرف بلاؤ۔ اگر انہوں نے تمہارا کہا مان لیا تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں' اگر انہوں نے یہ بھی مان لیا تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لے کر انہیں کے ضرورت مندوں پر خرچ کی جائے گی' اگر وہ اسے بھی مان لیں تو تم (زکوۃ لیتے وقت) ان کے اچھے اور پسندیدہ مالوں سے دور رہو' اور مظلوم کی بد دعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔''

(بخاری: كتاب المغازی 'باب بعث ابی موسی ومعاذ بن جبل الی الیمن قبل حجة الوداع 'حدیث ۴۳۴۷. کتاب التوحید 'باب ماجاء فی دعاء النبی الی توحید الله' حدیث ۷۳۷۲. مسلم: کتاب الإیمان 'باب الدعاء الی الشهادتین و شرائع الإسلام 'حدیث ۲۹.۳۰)

۵) اللہ تعالیٰ نے توحید کو قائم کرنے اور زمین کو شرک کی نجاست سے پاک کرنے کے لئے ہی جہاد کو فرض کیا۔ارشاد ہے ﴿ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَاتَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۖ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَاعُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (البقرة /۱۹۳) ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ شرک باقی نہ رہے اور دین اللہ کا ہو جائے' اگر وہ رُک جائیں (تو تم بھی رُک جاؤ) زیادتی ظالموں پر ہی ہے۔

ابنِ جریرؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یعنی آپ ان سے اس وقت تک جہاد کرتے رہیں جب تک کہ اللہ کے ساتھ شرک ختم نہ ہو جائے اور صرف اللہ کی ہی عبادت ہونے لگے' بتوں' خداؤں اور شریکوں کی عبادت ختم ہو جائے' عبادت اور اطاعت بتوں کے بجائے صرف اللہ کی ہی ہو۔قتادہؒ کہتے ہیں: جب تک شرک ختم نہ ہو۔اس تفسیر کی سندیں قتادہ' مجاہد' سُدّی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما تک پہنچتی ہیں۔امام ابن جریرؒ کہتے ہیں: یہاں دین سے مراد' اوامر اور نواہی میں اللہ کی عبادت اور اطاعت ہے' پھر آپ نے اس کی سند کو ربیع تک ذکر کیا۔''ویکون الدّین للّٰہ'' کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: یہاں تک کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے اور وہ لاالٰہ الاّ اللّٰہ ہے' رسول ﷺ نے اسی کی دعوت دی اور اسی کے لئے جہاد کیا۔حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ أمرت أن أقاتل النّاس حتّى يشهدوا لاإله إلاّالله فمن قال لاإله إلاّالله فقد عصم منّى ماله ونفسه إلاّ بحقه وحسابه على الله. (مسلم: كتاب الإيمان 'باب ۸'حديث ۳۵. ترمذی: كتاب التفسير ' تفسير سورة الغاشية 'حديث ۳۳۴۱. ابن ماجه: حديث ۳۹۸۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد کروں جب تک کہ وہ لاإلٰہ إلاّاللّٰہ کو مان لیں' جس نے لاإلٰہ إلاّ اللّٰہ کہا مجھ سے اس نے اپنا مال اور جان بچالیا مگر

اسلام کے حق سے اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔

جب خلیفۃ الرسول ﷺ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین اور مانعینِ زکوۃ سے جنگ کرنے کی ٹھانی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا تھا: آپ لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے جب کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: مجھے لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم دیا گیا جب تک کہ تمام لوگ لاإله إلّا الله کی گواہی دیں، جس نے یہ کہہ دیا تو اس کا مال اور جان مجھ سے محفوظ ہیں اور اس کا حساب اللہ پر ہے"۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

" والله! لأقاتلنّ من فرّق بين الصّلاة والزّكاة، فإنّ الزّكاة حقّ المال، والله! لومنعوني عقالا كانوا يؤدّونه الى رسول اللهﷺ لقاتلتهم على منعه" .(بخاری: كتاب الجهاد، باب دعاء النبي النّاس الى الإسلام، حديث ٢٩٤٦ .مسلم :كتاب الإيمان، باب ٨ حديث ٣٣ .ابو داؤد :كتاب الجهاد، باب على ما يقاتل المشركين، حديث ٢٦٤٠ .ابن ماجه :كتاب الفتن، حديث ٣٩٢٧)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرتا ہے، اور زکوۃ مال کا حق ہے، اللہ کی قسم! اگر وہ ایک رسّی بھی جو عہدِ نبوی میں دیتے تھے نہ دیں تو اس کے نہ دینے کی وجہ سے میں ان سے جنگ کروں گا۔

عن جابر رضي اللهعنه قال قال رسول اللهﷺ أمرت أن أقاتل النّاس حتّى يقولوا لاإله إلاّالله فإذا قالوا لااله الاالله عصموا منّي دمائهم واموالهم إلاّبحقّها وحسابهم على الله ثمّ قرأ ﴿إنّما أنت مذكّر لست عليهم بمسيطر ﴾.(بخاری :كتاب الزكوة، كتاب وجوب الزكاة، حديث ١٣٩٩ .مسلم :كتاب الإيمان، باب ٨ حديث ٣٣)

(حدیث کا ترجمہ گذر چکا ہے) پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: آپ نصیحت کیجئے آپ کا کام نصیحت کرنا ہے، آپ ان پر زبردستی کرنے والے نہیں۔

وعن ابن عمر رضي اللهعنهما أنّ رسول اللهﷺ قال :أمرت أن أقاتل النّاس حتّى

يشهدوا أن لا إله إلاّالله وأنّ محمد الرّسول الله ويقيموا الصّلاة ويؤتوا الزكاة فإذا فعلوا ذلک عصموا منّی دمائهم وأموالهم إلاّ بحقّ الإسلام وحسابهم على الله.

(بخاری: کتاب الإيمان 'باب فإن تابوا وأقاموا الصّلاة 'حديث ۲۵ .مسلم : کتاب الإيمان 'باب۸'حدیث ۳۶)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے لوگوں سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ لا إله إلاّالله اور محمد الرّسول الله کی گواہی دیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں۔ (باقی ترجمہ گذر چکا ہے)۔

اگر حضرت ابوبکر' عمر' ابوہریرہ اور جابر رضی اللہ عنہم کی احادیث پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ تمام احادیث توحید کے موضوع پر ہی مشتمل ہیں' ان میں دیگر ارکان ذکر نہیں کئے گئے ہیں' اس مسئلہ کا اس قدر اہتمام رسالت مآب ﷺ کی نظر میں اس کی عظمت اور اہمیت کو ثابت کرتا ہے' کیوں نہ ہو جب کہ تمام اسلام کے ارکان اسی توحید کے تقاضے' واجبات' حقوق اور فرائض ہیں۔ اس ضمن میں جو بات میں کہتا ہوں وہ یہ کہ: اللہ کے رسول ﷺ کے اس ارشاد کا مطلب کہ ''مجھے لاالہ الا اللّٰہ کہنے تک لوگوں سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ جب انہوں نے یہ کلمہ کہہ دیا ہے تو پھر ان سے جنگ کرنی جائز نہیں ہے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ جواب ''جو شخص نماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا'' اللہ کے رسول ﷺ کے موقف کی تائید میں تھا' اگر آپ کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا روایت کا پتہ ہوتا تو وہ فی الفور اسی سے استدلال کرتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بیٹے کی مندرجہ بالا روایت کا علم ہوتا تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر کبھی اعتراض نہیں کرتے' اگر حاضرین (جن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے) کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کا پتہ ہوتا تو شیخین کو اس کا حوالہ دے کر یاد دلاتے۔

شاید عقیدہء توحید کا اس قدر شدید اہتمام اور بار بار اس کی طرف رہنمائی اور اس موضوع سے متعلق رسول ﷺ کا زیادہ احادیث ارشاد فرمانے کا راز وہی ہو جس کا اشارہ ہم نے اوپر کر دیا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی ربانی تعلیمات میں سب سے اہم چیز توحید الوہیت ہے۔ یہی چیز پیغمبروں اور انکے دشمنوں کے درمیان معرکہ کا باعث بنی اور اس مقدس گروہ نے باطل اور ضلال کے ہر معرکہ پر مشرکوں اور کافروں سے جو مُکھی جنگ لڑی اور مشرکین نے انبیاء علیہم السلام سے جس باطل دین کے دفاع کے لئے ٹکر لیا وہ قبر پرستی' بت پرستی' انبیاء اور صالحین کی پرستش' ان کے لئے نیاز' چڑھاوے' ان سے خوف اور امید' اللہ کے پاس ان کی شفاعت کی امید اور اپنی مرادوں کے پوری ہونے کے لالچ پر مشتمل تھا' یہی وہ شرکِ اکبر جو کبھی بخشا نہیں جائے گا' اسی کے خلاف تمام پیغمبر تادمِ زیست کمربستہ رہے' ہم نے گذشتہ صفحات میں امام الحنفاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بت شکنی کے واقعہ کو بالتفصیل ذکر کیا تھا اور یہ بات بھی بتایا تھا کہ آپ ﷺ نے کس طرح ہر اس ذریعے کو بند کردیا جس کی وجہ سے شیطان انسانوں کے لئے اپنی عبادت کی راہیں نکالتا ہے' چاہے وہ آلھۃ (خداؤں) کے نام پر ہوں یا اولیاء کے نام پر یا اور کسی گمراہ کن طریقے اور شعار پر۔

وہ چومُکھی جنگ جسے قرآن اور صاحبِ قرآن ﷺ نے مشرکین کے خلاف چھیڑ رکھا تھا' قرآنی الفاظ میں یہ ہے:

﴿ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ☆وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى☆اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ☆تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى☆اِنْ هِيَ اِلَّا اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَآبَائُكُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ سُلْطَانٍ ط اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ج وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴾ (النجم:۱۹/۲۳)

ترجمہ: کیا تم نے لات وعزیٰ اور تیسرے منات کی حقیقت پر غور کیا ہے؟ کیا تمہارے لئے بیٹے ہیں اور اللہ کے لئے بیٹیاں' یہ تو بڑی بے انصاف تقسیم ہے' دراصل یہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے رکھ لئے' اللہ نے اس کی کوئی سند نازل نہیں کی ہے' یہ صرف اپنے وہم وگمان اور خواہشاتِ نفس کے پیچھے بھاگ رہے ہیں اور جب کہ ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے۔

غور کریں کہ مشرکین کے معبودوں کی اس سے بھی زیادہ اور کیا تحقیر ہوسکتی ہے اور ان کے خلاف کونسی ایسی

جنگ ہے جو برپا نہیں کی گئی؟ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ☆ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّیْرُ اَوْ تَهْوِیْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ مَکَانٍ سَحِیْقٍ ﴾ (الحج:۳۰/۳۱)

ترجمہ: تم بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹی بات سے پرہیز کرو، اللہ کے لئے یکسُو ہو کر رہو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا، اب یا تو اسے پرندے اُچک کر لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز جگہ پھینک دے گی۔

فرمانِ باری ہے: ﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (المائدۃ:۹۰) ترجمہ: اے ایمان والو! شراب، جُوا، بُت اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے بچتے رہو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی گذری ہوئی حدیث میں ہے، میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا: کیا اللہ نے آپ کو رسول بنایا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ہاں، میں نے کہا: کیا احکامات دئے ہیں؟ فرمایا: ''یہ کہ صرف اللہ کی عبادت کی جائے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے، بتوں کو توڑا جائے اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی جائے''۔ (مسلم)

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نجاشی کے دربار میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ایک رسول بھیجا، جن کی سچائی، پاک دامنی اور وقار کو ہم جانتے ہیں، اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا کہ ہم اس کو اکیلا مان کر صرف اسی کی عبادت کریں، ہم اور ہمارے باپ دادا اللہ کو چھوڑ کر جن بتوں اور پتھروں کی پرستش کرتے ہوئے چلے آرہے ہیں انہیں چھوڑ دیں۔ (مسند احمد)۔

ابوسفیان نے شاہِ روم ہرقل سے کہا تھا: ''وہ ہمیں کہتے ہیں کہ صرف اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، تمہارے باپ دادا جو کچھ کہتے ہیں چھوڑ دو، اور وہ ہمیں نماز، سچائی پرہیز گاری، پاک دامنی اور

قرابت داروں کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم دیتے ہیں''۔

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إنّ اللهَ بعثني رحمة للعالمين 'وهدى للعالمين 'وأمرني ربّي بمحق المعازف والمزامير والأوثان والصّليب وأمر الجاهلية ......(الحديث).

ترجمہ: اللہ نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے مجھے موسیقی اور گانے بجانے کے آلات' بت' صلیب اور جاہلیت کے تمام امور ختم کرنے کا حکم دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی قرآن کی سچی تعلیمات کے ذریعے اسلام کی کُھلی تبلیغ اور بت پرستی پر یلغار نے مشرک سرداروں کا قافیہ تنگ اور ناطقہ بند کر دیا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں نرمی نہیں برتی جا سکتی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں:

''جب جناب ابوطالب بیمار ہوئے تو قریش کا ایک وفد ان کی خدمت میں آیا جن میں ابوجہل بھی تھا' انہوں نے کہا: ''آپ کا بھتیجہ ہمارے معبودوں کی بُرائی کرتا ہے اور یہ یہ کہتا رہتا ہے' آپ اسے اس کام سے باز رکھیں''۔ ابوطالب نے آپ ﷺ کو بلایا' آپ ﷺ گھر میں تشریف لائے تو ابوطالب نے کہا ''بھتیجے! یہ آپکی قوم آپ کی شکایات لے کر میرے پاس آئی ہے کہ آپ ان کے خداؤں کی بُرائی کرتے ہیں اور اس اس طرح کی باتیں کرتے ہیں......راوی کہتے ہیں: انہوں نے بہت سی باتیں کیں......آخر آپ ﷺ نے بولنے کی اجازت چاہی اور فرمایا: ''چچا جان! میں ان سے صرف ایک بات ایسی کہلوانا چاہتا ہوں اگر وہ اسے قبول کرلیں تو عرب ان کے آگے سرنگوں ہو جائے گا اور عجم انہیں جزیہ دے گا'' آپ ﷺ کی بات سن کر وفد گھبرا گیا اور کہنے لگا: ایک بات ہی نہیں' تمہارے باپ کی قسم! دس باتیں بھی مان لیں گے' بتاؤ تو سہی آخر وہ ایک بات کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا ''لاإله إلّاالله'' (اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں) یہ سنتے ہی مشرکین کپڑے جھاڑتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: کیا اس

نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا یہ تو بڑی عجیب بات ہے ۔ (مسند احمد ا/۳۶۲۔ترمذی:باب تفسیر سورۃ ص حدیث ۳۲۳۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"قریش ایک دن جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ کسی اچھے جادو جاننے والے کاہن اور شاعر شخص کو لاکر اُس شخص (یعنی رسول اللہ ﷺ) سے بات کرائی جائے جس نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈال دیا' شیرازہ منتشر کرڈالا اور ہمارے دین میں عیب نکالے' تاکہ دیکھا جائے کہ وہ کیا جواب دیتا ہے' تمام نے کہا: ان خصائل کا حامل صرف عتبہ بن ربیعہ ہے" لوگوں نے کہا: اے ابوالولید! آپ کوشش کر کے دیکھیں' عتبہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے محمد! (ﷺ) "آپ بہتر ہیں یا (آپکے والد) عبداللہ؟" آپ خاموش رہے' پھر کہا: "آپ بہتر ہیں یا (آپکے دادا) عبدالمطلب ؟" آپ پھر بھی خاموش رہے' پھر کہا: "اگر آپ انہیں اپنے سے بہتر مانتے ہیں تو انہوں نے بھی انہیں خداؤں کی پرستش کی ہے جن کے عیب آپ بیان کررہے ہیں' اگر آپ اپنے کو ان سے بہتر سمجھ رہے ہوں تو آپ ارشاد فرمائیں ہم سنیں گے' کیونکہ ہم نے آج تک آپ کی قوم میں کوئی کمزوری نہیں دیکھی جو آپ سے زیادہ بدشگون ہو' آپ نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈال دی' صفوں میں انتشار پھیلایا' ہمارے دین میں عیب نکالے اور ہمیں عرب میں رُسوا کر دیا' یہاں تک کہ لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ قریش میں ایک جادوگر پیدا ہوا ہے اور کاہن نکلا ہے' اللہ کی قسم! اب ہمیں اسکے علاوہ کچھ سُجھائی نہیں دیتا کہ ہم ایک دوسرے پر تلواریں سونت کر پل پڑیں اور آپس میں ہی ایک دوسرے کو فنا کے گھاٹ اتار دیں' اے آدمی! اگر آپ کی کوئی ضرورت ہو تو بتادیں تاکہ دولت کے انبار آپ کے قدموں پر لگادیں اور آپ مکہ کے سب سے بڑے رئیس اور مالدار بن جائیں' اگر حسین وجمیل عورتوں کی خواہش ہے تو قریش کی ایک نہیں دس عورتوں سے شادی کرادیں گے" آپ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ فارغ ہو گئے؟ اس نے کہا: ہاں' آپ نے فرمایا: اب میری سنو' اس نے کہا: ٹھیک ہے سنوں گا' آپ نے فرمایا: بسم

اللہالرحمن الرحیم۔﴿حٰمٓ ☆ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ☆ كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهٗ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ☆ بَشِيْرًاوَّنَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَايَسْمَعُوْنَ ☆وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْ آذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ بَيْنِنَا وَ بَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ﴾ السجدۃ:۱/۵

ترجمہ:حٰمٓ' یہ رحمٰن اور رحیم کی طرف سے نازل کی ہوئی ایسی کتاب ہے جس کی آیات کھول کھول کر بیان کردی گئی ہیں' عربی قرآن' ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں' جو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہے' لیکن ان میں سے اکثر نے منہ موڑا اور وہ سنتے نہیں ہیں' کہتے ہیں کہ جس چیز کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو اس کے لئے ہمارے دلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے' ہمارے کانوں میں بہرا پن ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان ایک پردہ حائل ہے' تم اپنا کام کرو' ہم بھی اپنا کام کریں گے۔الخ۔ عتبہ دونوں ہاتھ پیچھے زمین پر ٹیک لگا کر چپ چاپ سنتا رہا' جس وقت آپ اس آیت پر پہنچے فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدٍ' (اگر اب بھی یہ روگردانی کریں تو آپ فرمادیں میں تمہیں اس کڑک سے ڈراتا ہوں جو عاد وثمود کے کڑک کی طرح ہوگی) عتبہ نے سنا تو چلا اُٹھا: ''بس کریں' بس کریں' کیا آپ کے پاس اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟'' آپ نے فرمایا: '' کچھ نہیں'' عتبہ اٹھا اور قریش کے پاس آیا 'لوگوں نے پوچھا کیا خبر لائے ہو؟ اس نے کہا: ''ہر وہ بات جو تم اس سے کرنا چاہتے تھے میں نے کی ''لوگوں نے کہا: ''پھر اس نے کیا جواب دیا؟'' اس نے کہا: ''رب کعبہ کی قسم! میں اس کی کوئی بات سمجھ نہیں سکا سوائے اس کے کہ اس نے تمہیں اس کڑک سے ڈرایا ہے جو عاد اور ثمود کی کڑک کی طرح ہے'' لوگوں نے کہا: ''افسوس وہ تم سے عربی میں بات کررہا تھا اور تم اتنا بھی سمجھ نہیں پائے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے'' اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں کڑک کے سوا کچھ سمجھ نہیں سکا'' ۔(منتخب مسند عبد بن حمید. حدیث ۱۱۴۱۔مسند ابو یعلی الموصلی ۱۰۱)

یہ جنگ زبانی' نفسیاتی اور دلائل کی جنگ تھی جو مشرکین پر گہری تنقید انکے معبودوں کی تحقیر اور انکے عقل مندوں کو نادان اور انہیں گمراہ اور جاہل ثابت کرنے کے لئے تھی' تاکہ جو برباد ہونا چاہے دلائل کے ظاہر ہونے کے بعد برباد ہو اور جو زندہ رہنا چاہے دلیل سے زندہ رہے۔

زمین کی بتوں سے تطہیر اور قبروں کو برابر کرنے کا اہتمام

دلائل کی اس جنگ اور دعوت و بیان کے اس اسلوب سے اللہ نے قریش کے چند نوجوانوں کو اور اوس وخزرج کے علاوہ عرب کے کئی قبائل کو ہدایت عطا کیا' ان کی بصیرت دوبالا ہوگئی' ان پر توحید اور اس کا مقام واضح ہوگیا' شرک و بت پرستی کی حقارت کھل گئی اور دنیا و آخرت میں وہ شرک کی ہولنا کیوں سے باخبر ہوگئے' یہ رسولِ اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جہاد صبر' شرک اور مظاہرِ شرک کے خلاف ان کی بھرپور یلغار کے عظیم اور پاک ثمرات ہیں۔

جب مسلمانوں کی طاقت بڑھ گئی اور ایک اسلامی اسٹیٹ کا قیام عمل میں آیا تو آپ ﷺ نے بتوں کو توڑنے اور ان کی نجاست سے زمین کو پاک کرنے کا عملی قدم اٹھایا'' کیونکہ نسلِ انسانی کو سب سے بڑا خطرہ انہیں سے لاحق ہے' اسی لئے امام الحُنفاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خصوصی دعا کرنی پڑی ﴿وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ☆رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ﴾ (ابراهيم: ٣٤) اے اللہ مجھ کو اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچانا' میرے پروردگار ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیا ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے زمین کو بتوں سے پاک کرنے کی ٹھانی اور قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیا' کیونکہ یہ بھی انسانوں کو گمراہ کرنے میں بتوں کی ہی طرح ہیں۔

وعن جرير بن عبد الله البجلي رضي الله عنه قال :"كان بيت في الجاهلية يقال له :ذو الخلصة ،والكعبة اليمانية 'والكعبة الشّامية ،فقال لي النبي ﷺ:ألا تريحني من ذي الخلصة ؟فنفرت في خمسين ومئة فارس من أحمس 'فكسرناه وقتلنا من وجدنا عنده 'فأتيت النبي ﷺفأخبرته 'فدعا لنا ولأحمس".وفي لفظ للبخاري "كان ذو الخلصة بيتا باليمن لخثعم وبجيلة فيه نصب تعبد يقال له :الكعبة ".

(بخاری : کتاب المغازی 'باب ابن رکز النبی ﷺ رأیته یوم الفتح 'حدیث ۴۲۸۷. مسلم کتاب الجهاد 'باب ازالة الأصنام 'حدیث ۴۷۲۰. ترمذی: حدیث ۳۱۳۸. مسند احمد : ۱/۳۷۷)

حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ زمانہء جاہلیت میں (یمن میں) ایک گھر تھا جسے ذو الخلصة' الکعبة الیمانیة 'الکعبة الشامیة کہا جاتا تھا' اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے کہا ''آپ مجھے ذوالخلصہ سے راحت کیوں نہیں پہنچاتے؟'' میں قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ گیا اور ذوالخلصہ کو توڑ دیا' اس کے پاس جتنے لوگ پائے ان تمام کو قتل کر دیا' پھر آپ کو اس کی تباہی کی خبر دی' آپ ﷺ نے میرے و قبیلہ احمس کے حق میں دعا فرمائی۔

بخاری کے الفاظ یہ ہیں: ''ذوالخلصہ یمن میں قبیلہ خثعم اور بجیلہ کا ایک گھر تھا جس میں بتوں کی پرستش کی جاتی تھی' اسے کعبہ بھی کہا جاتا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بتوں کا وجود آپ کے لئے بستر کا کانٹا بن گیا تھا' جس سے بے قرار ہو گئے جب تک ان کا نشان نہیں مٹا دیا گیا نہ آپ نے چین پایا اور نہ راحت محسوس کی۔

لیکن آج اسلام کے نام نہاد اکثر مبلغوں کی آنکھوں کے سامنے شرک کے تمام مظاہر پوری آب و تاب کے ساتھ نمایاں ہیں لیکن ان کے سر پر جوں تک نہیں رینگتی' نہ ہی سکونِ قلب میں کوئی ہلچل پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی اس بے حسی کے محاسبہ کا انہیں کچھ خیال آتا ہے' اگر یہی لوگ ان برائیوں پر خفا تک نہ ہوں تو پھر کون ہے جو ان جاہلی برائیوں پر نکیر کرے اور درد محسوس کرے؟۔

حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ فتح کیا تو حضرت خالد بن ولید کو ''نخلہ'' روانہ کیا' وہاں ''عزیٰ'' دیوی تھی' وہ تین کیل دار میخوں کے دروازوں کے پیچھے تھی' حضرت خالدؓ نے دروازے کاٹ دئے اور جو گھر اس عزیٰ پر بنایا گیا تھا اسے ڈھا دیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو اس کی اطلاع دی' آپ نے فرمایا: ''جاؤ تم نے کچھ بھی نہیں کیا'' حضرت خالد پھر پلٹے' جب وہاں کے مجاوروں نے آپ کو دیکھا تو 'یا عزّی یا عزّی'' کہتے ہوئے

پہاڑوں میں چھپ گئے، وہاں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ایک ننگی عورت کو دیکھا جو اپنے بال پھیلائے ہوئے سر پر مٹی ڈال رہی تھی، آپ نے تلوار اس کے جسم میں چھبوئی یہاں تک کہ وہ مرگئی، پھر آپ ﷺ کو اس کی خبر دی، آپ نے فرمایا: ''ہاں یہی عزیٰ تھی''۔ (نسائی، تفسیر ابن کثیر: ۷/ ۴۲۹، ۴۳۰)

منات، یثرب کے اوس وخزرج اور ان کے ہم مشربوں کی دیوی تھی، آپ ﷺ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اسے منہدم کرنے روانہ کیا۔

قبیلہ ثقیف کے لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے گذارش کی کہ ان کے بت لات کو تین سال تک نہ توڑا جائے، آپ نے نہیں مانا، پھر انہوں نے ایک سال کی مہلت مانگی، آپ ﷺ نے مہلت دینے سے انکار کردیا، پھر ایک ماہ کی درخواست کی، لیکن آپ نے اسے بھی نہیں مانا، دراصل یہ چاہتے تھے کہ اگر ان کی دیوی کو چھوڑ دیا جائے تو وہ ان کے مال واسباب، عورتوں اور بچوں کو محفوظ رکھے گی اگر اس کو نقصان پہنچایا جائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے سبب انہیں نقصان اُٹھانا پڑے، لیکن آپ ﷺ نے ایک دن کی مہلت دیئے بغیر حضرت ابوسفیان اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کو اُسے ڈھانے کے لئے روانہ کیا۔ (سیرت ابن ہشام: ۱/ ۸۶،۸۵)

وعن عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ :أنّ رسول اللہ ﷺ أمر ان یجعل مسجد الطائف حیث کان طاغیتهم ''(ابن ماجه :کتاب المساجد ،حدیث ۷۴۳.ابوداؤد: کتاب الصلاۃ، حدیث ۴۵۰) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے طائف میں اس جگہ مسجد بنانے کا حکم دیا جہاں کہ ان کا بُت ہوا کرتا تھا۔

ابن جریرؒ کہتے ہیں کہ: انہوں نے لات کا نام اللہ کے نام سے مشتق کر کے رکھا تھا، اللہ کی تانیث انہوں نے ''لاتٌ'' سے بنا ڈالی، اللہ ان کے باطل اقوال سے بہت بلند ہے۔ قتادہ، ابن عباسؓ مجاھد اور ابن زید کہتے ہیں کہ: لات ستّو گھولا کرتا تھا جب وہ مرگیا، لوگ اس کی قبر پر جھک گئے اور اس کی پرستش شروع کردی۔ (تفسیر طبری: ۲۷/ ۵۹،۵۸۔ سیرۃ ابن ہشام: ۸/ ۷۹)۔

امام بخاریؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ''اللاتَ والعزّی'' کی تفسیر روایت کرتے ہیں کہ لات حاجیوں کا ستو گھولا کرتا تھا۔ (بخاری: کتاب التفسیر' تفسیر سورۃ النجم)۔

وعن ثمامة بن شفي قال: كنّا مع فضالة بن عبيد برودس من أرض الروم ' فتوفي صاحب لنا فأمر فضالة بقبره فسوّي ثم قال سمعت رسول اللهﷺ يأمر بتسويتها. (مسلم :باب النهي عن تجصيص القبر 'حديث ۹۲. ابو داؤد :باب في تسوية القبور 'حديث ۳۲۱۹. النسائي: ۴/۷۲'۷۳).

حضرت ثمامہ بن شفی کہتے ہیں کہ ''ہم حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ روم (اٹلی) کے جزیرہ روڈس میں تھے کہ ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہوگیا' حضرت فضالہ نے تدفین کے بعد اس کی قبر کو برابر کرنے کا حکم دیا پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے۔

وعن جابر رضي اللهعنه قال نهى رسول اللهﷺ أن يجصّص القبر وأن يقعد عليه وأن يبنى عليه. (مسلم :باب النهي عن تجديد القبر 'حديث ۹۴. ابو داؤد :كتاب الجنائز' باب في البناء على القبر '۳۲۲۵. نسائي: ۴/۷۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے' اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت (درگاہ) بنانے سے روکا ہے۔

وعن ابى مرثد الغنوى رضي اللهعنه قال سمعت رسول اللهﷺ يقول: لاتصلّوا الى القبور ولاتجلسوا عليها. (مسلم : كتاب الجنائز' باب النهي في الجلوس على القبر 'حديث ۹۷'۹۸. ابو داؤد : كتاب الجنائز' باب كراهية القعود على القبر' حديث ۳۲۲۹)

حضرت ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قبروں کی طرف رُخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ہی ان پر (مجاور بن کر) بیٹھو۔''

وعن ابى هريرة رضي اللهعنه قال: قال رسول اللهﷺ: "اللهم لاتجعل قبرى وثنا يعبد اشتدّ غضب الله على قوم اتخذو قبور انبيائهم مساجد. (مؤطا إمام مالک : کتاب قصر

الصلوۃ فی السفر'باب جامع الصلوۃ حدیث ۸۵.احمد:۲/۲۴۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری قبر کو بُت نہ بنانا کہ پوجا جائے' اس قوم پر اللہ کا سخت غضب نازل ہوا جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔

امّت کے سب سے بڑے خیر خواہ' ناصح اور امین ﷺ کو بتوں اور قبروں کی جانب سے امّت کو لاحق ہونے والے خطرے کا احساس زندگی کی آخری سانس تک رہا۔

حضرت جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی وفات سے پانچ دن پہلے یہ فرماتے ہوئے سنا:

'' إنی أبرأ إلی اللہ أن یکون لی منکم خلیل 'فإنّ اللہ إتّخذنی خلیلا کما إتّخذ ابراھیم خلیلا 'ولو کنت متّخذا من أمّتی خلیلا لأتّخذت أبابکر خلیلا 'ألا وإنّ من کان قبلکم کانوا یتّخذون قبور انبیائھم مساجد فإنّی أنھاکم عن ذلک '' .(مسلم :کتاب المساجد' باب النھی عن بناء المساجد علی القبور 'حدیث ۲۳ . ابو عوانہ : ۱/۴۰۲.طبرانی: ۲/۱۸۰ا حدیث ۱۶۸۶)

''میں اللہ کی جناب میں برأت پیش کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی میرا دوست ہو' کیونکہ اللہ نے مجھے اپنا دوست بنایا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنایا' اگر میں امت میں کسی کو دوست بناتا تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوتے' خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو مسجد بنا لیتے تھے یادرکھو! قبروں کو مسجد نہ بنانا' میں تم کو اس سے روکتا ہوں''۔

جس وقت آپ نے اپنے رفیق اعلیٰ کی مرافقت کو پسند کرلیا اور موت کا وقت قریب آ گیا اس وقت بھی سب سے اہم کام آپ نے یہ کیا کہ امت کو قبروں کے فتنے سے آگاہ کیا۔ لیکن افسوس! امت کی اکثریت آپ ﷺ کے اس قدر سخت اہتمام کے باوجود اس فتنے کے خطرے سے بے خبر پڑی ہے۔

وعن اسامة بن زید رضی اللہ عنھما أنّ رسول اللہ ﷺ قال فی مرضہ الّذی مات فیہ :'' أدخلوا علیّ أصحابی'' فدخلوا علیہ وھو متقنّع ببردۃ معافریٌ فکشف القناع

فقال : " لعن اللّٰہ الیهود والنصاریٰ إتّخذوا قبور أنبیائهم مساجد ".

(مسند أحمد ۵/ ۲۱۴ ۔ طبرانی فی الکبیر : ۱/ ۱۲۷ حدیث ۳۹۳ ۔ مسند طیالسی : حدیث ۸۸ حدیث ۶۳۴)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں :رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس بیماری میں جس میں کہ آپ کا انتقال ہوا فرمایا: ''میرے صحابہ کو میرے پاس لاؤ'' جب صحابہ کرام آپ کی خدمت میں تشریف لائے تو آپ ایک یمنی چادر منہ پر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے' آپ نے چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی اور فرمایا: ''یہود اور نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔''

انبیاء علیہم السلام کی دعوت اپنے پہلو میں دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں سمیٹے ہوئے ہے اسی طرح انہوں نے امت کو ہر برائی سے ڈرایا ہے' جب ہم قرآن مجید اور سیرت رسول ﷺ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی دعوتِ توحید نے شرک' مظاہر' وسائل واسبابِ شرک کے خلاف محاذ آرائی کا ایک وسیع میدان بنالیا تھا' جس میں انکی عمر اور دعوت کا ایک بڑا حصہ بیت گیا' ایسا لگتا ہے کہ وہ اسی کام کو سرانجام دینے کے لئے دنیا میں تشریف لائے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سرکش اور ظالم حکمرانوں کے خلاف ان کا موقف کیا تھا؟ انکی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس معاملے کو دوسرا درجہ دے رکھا تھا' اس لئے کہ سب سے بڑا ظلم شرک ہے' انبیاء کرام کا مقصد انسانوں کو صحیح معنوں میں اللہ کا بندہ بنانا ہے نہ کہ کسی سلطنت کے بخیئے ادھیڑ کر دوسرا سریر سلطنت آراستہ کرنا۔

فرمانِ باری ہے :﴿ اِنَّ اللّٰہَ لَایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَاءُ ﴾ بیشک اللہ اس (گناہ) کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے اور اس کے علاوہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔

﴿ اِنَّهٗ مَن یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ ﴾ جو اللہ کے ساتھ شریک کرے گا اللہ نے اس پر جنّت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ ﴿ وَمَن یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّیْرُ اَوْ تَهْوِیْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ مَكَانٍ سَحِیْقٍ ﴾ جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا' پھر پرندوں نے اسے اُچک لیا یا تیز وتند ہوا نے اسے کسی دور مقام پر گرادیا۔